عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۷ تا ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۹ جون تا ۵ جولائی ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۶

یوسف ثانیؒ

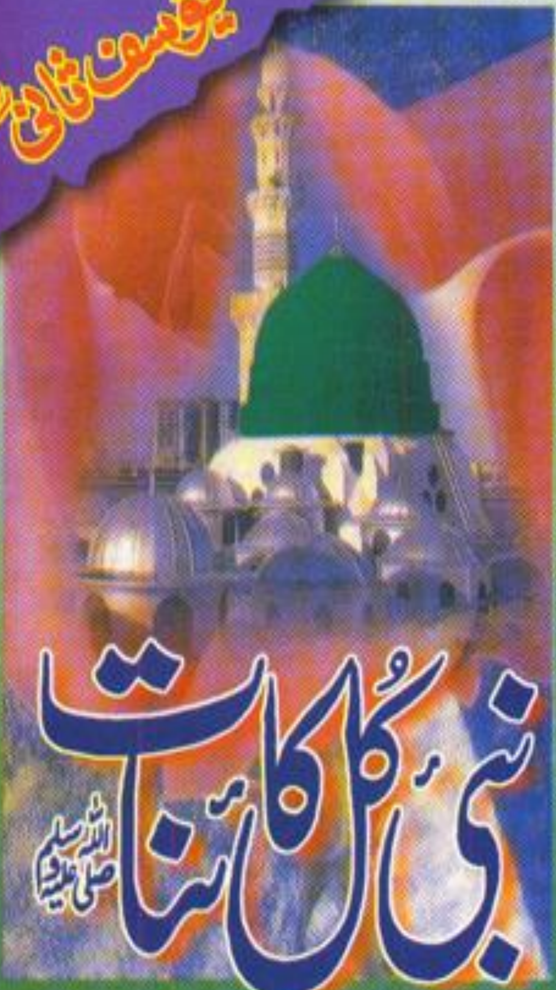

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام قرآن اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں

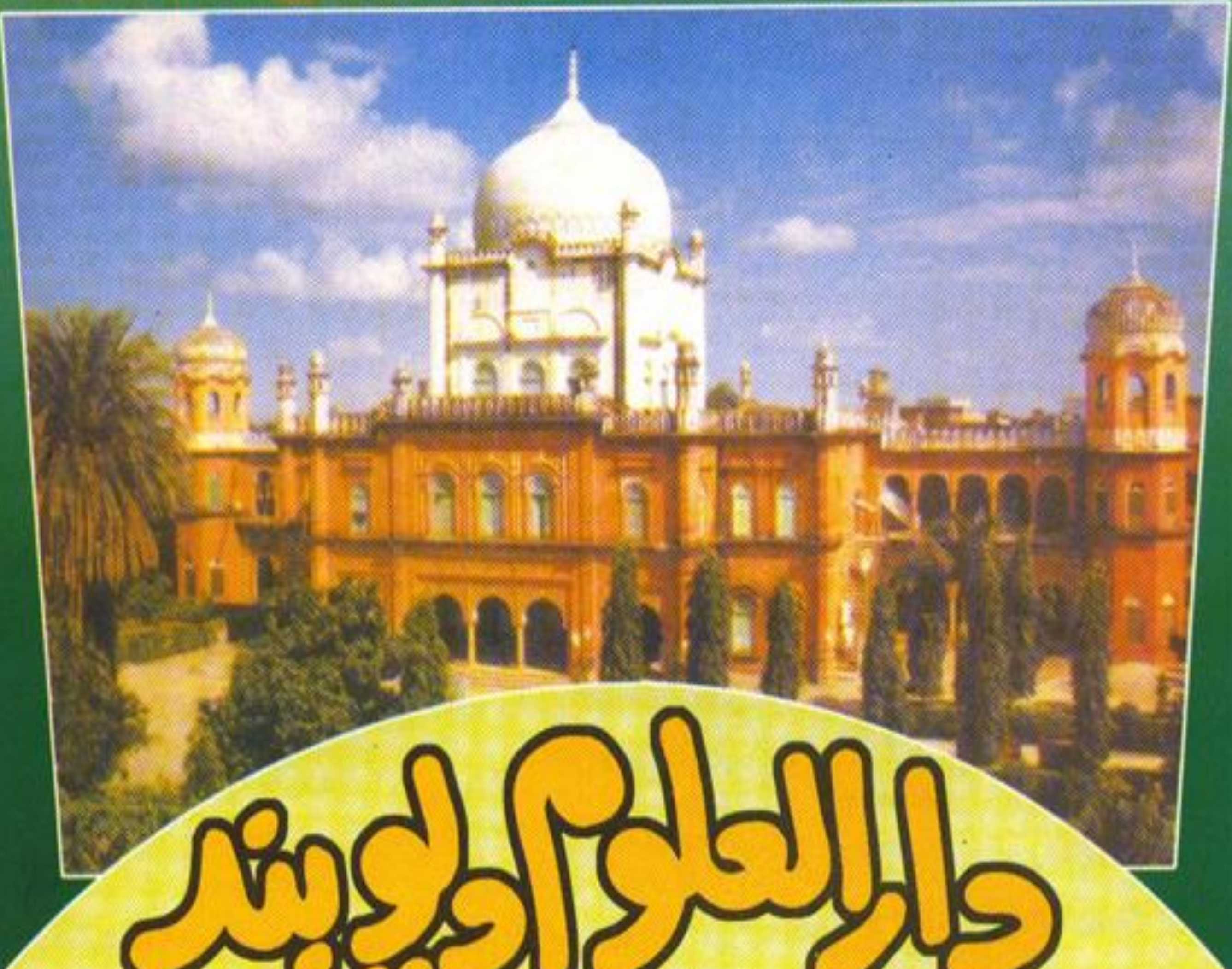

دار العلوم دیوبند

ایک مکتبِ فکر

ایک تحریک

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ستاروں کے ذریعہ فال نکالنا:

س:......ایک لڑکے کا رشتہ طے ہوا، لڑکی والوں نے تمام معلومات بھی کرلیں کہ لڑکا ٹھیک ٹھاک اور نیک ہے، پھر لڑکی والوں نے کہا کہ ہم تین دن بعد جواب دیں گے۔ ان کے گھرانے کے کوئی بزرگ ہیں جو امام مسجد بھی ہیں اور لڑکی والے ہر کام ان کے مشورے سے کرتے ہیں۔ جمعرات کے دن رات کو امام صاحب نے کوئی وظیفہ کیا اور جمعہ کو لڑکی والوں کو کہا کہ اس لڑکے اور لڑکی کا ستارہ آپس میں نہیں ملتا یہاں شادی نہ کی جائے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے آگاہ فرمائیں؟

ج:......اسلام ستارہ شناسی کا قائل نہیں نہ اس پر یقین رکھتا ہے۔ بلکہ حدیث میں اس پر بہت سخت مذمت آئی ہے۔ وہ بزرگ اگر نیک اور باشرع ہیں تو ان کو استخارہ کے ذریعہ معلوم ہوا ہوگا جو یقینی اور قطعی نہیں اور اگر وہ کسی عمل کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں۔

علم الاعداد پر یقین رکھنا گناہ ہے:

س:......آپ نے اخبار جنگ میں ایک صاحب کے ہاتھ دکھا کر قسمت معلوم کرنے پر جو کچھ لکھا ہے میں اس سے بالکل مطمئن ہوں مگر علم الاعداد اور علم نجوم میں بڑا فرق ہوتا ہے، اس علم میں یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص کے نام کو بحساب ابجد ایک عدد کی صورت میں سامنے لایا جاتا ہے اور پھر جب "عدد" سامنے آجاتا ہے تو علم الاعداد کا جاننے والا اس شخص کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ کرسکتا ہے۔ ویسے بنیادی بات تو یہ ہے کہ اگر اس علم کو محض علم جاننے تک لیا جائے اور اگر اس میں کچھ غلط باتیں لکھی ہوں تو ان پر یقین نہ کیا جائے تو کیا یہ گناہ ہی ہوگا؟

ج:......علم نجوم اور علم الاعداد میں مآل اور نتیجہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ وہاں ستاروں کی گردش اور ان کے اوضاع (اجتماع وافتراق) سے قسمت پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہاں بحساب جمل اعداد نکال کر ان اعداد سے قسمت پر استدلال کیا جاتا ہے، گویا علم نجوم میں ستاروں کو انسانی قسمت پر اثر انداز سمجھا جاتا ہے اور علم الاعداد میں نام کے اعداد کی تاثیرات کے نظریہ پر ایمان رکھا جاتا ہے، اول تو یہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی سمجھنا ہی کفر ہے۔ علاوہ ازیں محض اٹکل پچو اتفاقی امور کو قطعی ویقینی سمجھنا بھی غلط ہے لہٰذا اس علم پر یقین رکھنا گناہ ہے اگر فرض کیجئے کہ اس سے اعتقادی خرابی کا اندیشہ نہ ہو، نہ اس سے کسی مسلمان کو ضرر پہنچے، نہ اس کو یقینی اور قطعی سمجھا جائے تب بھی زیادہ سے زیادہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا سیکھنا گناہ نہیں مگر ان شرائط کے باوجود اس کے فعل عبث ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ ان چیزوں کی طرف توجہ کرنے سے آدمی دین ودنیا کی ضروری چیزوں پر توجہ نہیں دے سکتا۔

ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا درست نہیں:

س:......قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا چاہئے یا نہیں؟

ج:......قرآن وحدیث کی روشنی میں ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا درست نہیں۔

الو بولنا اور نحوست:

س:......اگر کسی مکان کی چھت پر الو بیٹھ جائے یا کوئی شخص الو دیکھ لے تو اس پر تباہیاں اور مصیبتیں آنا شروع ہوجاتی ہیں، کیونکہ یہ ایک منحوس جانور ہے۔ اس کے برعکس مغرب کے لوگ اسے گھروں میں پالتے ہیں، مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:......نحوست کا تصور اسلام میں نہیں ہے، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ الو ویرانہ چاہتا ہے جب کوئی قوم یا فرد اپنی بدعملیوں کے سبب اس کا مستحق ہو کہ اس پر تباہی نازل ہو تو الو کا بولنا اس کی علامت ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ الو کا بولنا تباہی ومصیبت کا سبب نہیں بلکہ انسان کی بدعملیاں اس کا سبب ہیں۔

شادی پر دروازے میں تیل ڈالنے کی رسم:

س:......یوں تو ہمارے معاشرے میں بہت سی سماجی برائیاں ہیں۔ لیکن شادی بیاہ کے معاملوں میں ہمارے توہم پرست لوگ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ شادی والے دن جب دلہا میاں دلہن کو لے کر گھر آتا ہے تو دلہا اور دلہن اس وقت تک گھر کے دروازے کے اندر نہیں آسکتے جب تک گھر کے دروازے کے دونوں طرف تیل نہ پھینک دیا جائے۔ بعد ازاں دلہن اس وقت تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاسکتی جب تک ایک خاص قسم کا کھانا جس میں بہت سی اجناس شامل ہوتی ہیں پکا نہیں لیتی۔ میرے خیال میں یہ سراسر توہم پرستی اور فضول رسمیں ہیں کیونکہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں ایسے کسی رسم و رواج کا پتہ نہیں ملتا۔ برائے مہربانی آپ شریعت کی رو سے بتائیں کہ اسلامی معاشرے میں ایسی رسوم کی کیا حیثیت ہے؟

ج:......آپ نے جن رسموں کا ذکر کیا ہے وہ بلاشبہ توہم پرستی ہے غالباً یہ اور اس قسم کی دوسری رسمیں ہندو معاشرے سے لی گئی ہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

۷ تا ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۹ جون تا ۵ جولائی ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۶

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیادگار

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۱۰۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۱۸۴۹
کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

قادیانیوں کی بحیثیت غیر مسلم الیکشن میں شرکت! .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الغفار جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم .... (مولانا مفتی محمد جمیل احمد تھانوی) 8
یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ .... (مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی) 14
دارالعلوم دیوبند! ایک کتب فکر ...... ایک تحریک .... (مولانا حبیب الرحمن اعظمی) 16
حیات عیسیٰ علیہ السلام قرآن و احادیث صحیحہ کی روشنی میں! .... (ادارہ) 20
اخبار ختم نبوت 27

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

قادیانیوں کی بحیثیت غیر مسلم الیکشن میں شرکت

قادیانی ہائی کمان کا سخت اضطراب اور غم وغصہ

پاکستان میں مقامی حکومتوں کے انتخابات کے موقع پر قادیانی جماعت کی مرکزی ہائی کمان نے یکدم پینترا بدلتے ہوئے ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والے امت مسلمہ کے متفقہ فیصلے کو بالآخر قبول کر لیا اور اس سے قبل وہ ایسے مواقع پر ہمیشہ اس متفقہ فیصلے کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر کے الیکشن وغیرہ سے لاتعلقی کا واضح اعلان کر دیتے تھے اور اگر کوئی قادیانی ان کی مخصوص نشست پر الیکشن لڑنے کا اعلان کرتا تو قادیانی جماعت بظاہر اس سے بھی لاتعلقی کا اظہار کر دیتی۔ قادیانیوں کی یہ منافقت اور دورنگی چال اسلامیان پاکستان اور خود قادیانیوں کے لئے بہت سارے مسائل پیدا کرنے کا سبب بنتی۔ اب ۲۷ سال طویل تجربے کے بعد شاید یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والے امت مسلمہ کے متفقہ فیصلے کو ختم کرانا ان کے بس سے باہر ہے، لہٰذا اس فیصلے کو قبول کر کے ہی کچھ حاصل کیا جائے چنانچہ حالیہ الیکشن کے موقع پر چناب نگر شہر کی نشستوں پر قادیانیوں نے بروقت کاغذات جمع نہیں کرائے، جس کے نتیجہ میں عیسائی بلامقابلہ کامیاب ہو گئے بعد میں عیسائیوں کی بلامقابلہ کامیابی کے خلاف قادیانیوں نے رٹ دائر کر دی، رٹ منظور ہو گئی، جس کے نتیجہ میں ۳۱ مئی کو چناب نگر کی دونوں یونین کونسلوں کا الیکشن روک دیا گیا، اس طرح رٹ دائر کر کے قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے کا واضح اعلان کر دیا ہے۔ اس مسئلہ پر قادیانیوں کے سیاسی، سماجی حلقوں میں اختلافات شروع ہو گئے ہیں۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۹۹۸ء کی قومی مردم شماری کی رو سے چناب نگر شہر کی اکثریتی آبادی قادیانیوں پر مشتمل ہے، حکومت پنجاب کے سیکریٹری لوکل گورنمنٹ رورل ایجنڈ ڈویلپمنٹ نے کاغذات نامزدگی جمع کروانے کے دوران ایک خصوصی نوٹیفکیشن کے ذریعے شہر میں بنائی جانے والی دو یونین کونسلوں "۴۱" اور "۴۲" میں آبادی کی بنیاد پر قادیانیوں کو علی الترتیب سات اور چھ کونسلرز کی نشستیں الاٹ کر دیں۔ وقت کی تنگی اور نوٹیفکیشن تاخیر سے جاری ہونے کی وجہ سے قادیانی جماعت اپنے امیدواروں کے کاغذات بروقت داخل نہ کروا سکے لہٰذا جماعت کے سرکردہ مرکزی رہنما محمد قاسم کی نگرانی میں سیاسی سیل تشکیل دیا گیا، جس کا انچارج ملک عبدالباسط کو مقرر کیا گیا۔ نگران اعلیٰ کی ہدایات پر انچارج سیاسی سیل نے سرکردہ قادیانی رہنما مسعود احمد خان ایڈووکیٹ کی طرف سے مبشر لطیف ایڈووکیٹ کی وساطت سے مذکورہ نوٹیفکیشن تاخیر سے جاری ہونے اور ریٹرننگ آفیسر چنیوٹ کے قادیانی مذکورہ سیٹوں پر عیسائیوں کو بلامقابلہ کامیاب قرار دیے جانے کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی، جس پر مسٹر جسٹس انوار الحق نے قادیانی موقف کو درست قرار دیتے ہوئے ریٹرننگ آفیسر چنیوٹ کے اقدام کو کالعدم قرار دے دیا، جس کی توثیق چیف الیکشن کمشنر پاکستان نے کر دی ہے اور قادیانیوں کو حتمی انتخاب میں الیکشن میں شرکت کا موقعہ فراہم کر دیا ہے۔ اسی طرح دونوں یونین کونسلوں میں مسلم جنرل کونسلرز کی سیٹوں پر بھی ۳۱ مئی کو انتخاب روک دیا گیا ہے چونکہ قادیانی آبادی اور ووٹروں کی کثرت تعداد کی بنا پر قواعد کے مطابق مسلم جنرل کونسلرز اور مزدور کسان مخصوص نشستوں کی تعداد بمع مخصوص خواتین کونسلرز کم کی جا چکی ہیں، جن پر اپنی اکثریت کی بنا پر قادیانی غیر مسلم کی حیثیت میں الیکشن میں شمولیت کریں گے، جن کے لئے قادیانی جماعت کے سیاسی سیل نے اپنے وفادار... میاں انور دین، راجہ منصور احمد، شبیر باجوہ وغیرہ بتائے جاتے ہیں کو ضمنی انتخابات میں کاغذات نامزدگی داخل کروانے کا گرین سگنل دے دیا ہے۔ قادیانی عوامی و سماجی حلقوں میں مرکزی ہائی کمان کے ۲۷ سال بعد قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے بحیثیت غیر مسلم الیکشن میں شرکت کرنے پر سخت اضطراب، غم وغصہ [illegible] سے چنگی پھیل گئی ہے۔ بازاروں، دکانوں، دفاتر، قہوہ خانوں اور گھر گھر میں قادیانی ہائی کمان کا اقدام ہی زیر بحث بنا ہوا ہے۔ کثیر تعداد میں قادیانی

بذریعہ فیکس سربراہ جماعت مرزا طاہر احمد قادیانی کو اپنا احتجاج بھجوار ہے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، آیا قادیانی اس فیصلے پر قائم رہ کر اپنے حقوق کو حاصل کرتے ہیں یا اپنی سابقہ ۷۲ سالہ روش برقرار رکھ کر کوئی سہ رنگی چال وضع کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا سید رشید الدین حمیدی انتقال فرما گئے

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور خلیفہ، جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد بھارت کے مہتمم مولانا سید رشید الدین حمیدی صاحب گزشتہ دنوں دیار حبیب مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور مدینہ طیبہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ مولانا مرحوم انتہائی نیک سیرت و صورت انسان تھے، اپنے اسلاف کے علم وعمل کا بہترین نمونہ تھے، رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں ادائیگی عمرہ کی غرض سے حجاز مقدس تشریف لے گئے، ادائیگی عمرہ کے بعد آپ کا قیام مدینہ منورہ میں صاحبزادہ اخلد صاحب رشیدی کے گھر پر تھا، اور حرمین سے انتہائی عقیدت تھی اور وہاں پر مرنے کی تمنا کیا کرتے تھے، اس سال آپ کا حج کا بھی پختہ ارادہ تھا، لیکن حج کے ایام سے چند روز قبل شدید قسم کے نمونیہ کا حملہ ہوا اور مرض تشویشناک صورت اختیار کر گیا، کئی روز انتہائی تکلیف میں گزرے بعد ازاں مدینہ طیبہ کے سب سے بڑے ہسپتال مستشفی الملک میں داخل کرایا گیا کچھ افاقہ ہوا اور محرم الحرام کے وسط میں جبکہ آپ واپس انڈیا آنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ اچانک طبیعت پھر خراب ہوگئی اور مذکورہ ہسپتال میں آپ کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کیا گیا۔ بالآخر اس موت وحیات کی کشمکش انتہا میں جیتی موت اور ہاری زندگی والا معاملہ ہوا اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور دنیا کے اعلیٰ ترین قبرستان جنت البقیع میں آپ کو دفن ہونا نصیب ہوا۔ جس میں صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ اور امت محمدیہ کے ہزاروں اولیاؒ اور صلحاؒ مدفون ہیں۔ اس طرح آپ کے دل کی تمنا بھی پوری ہوئی جس کے نتیجہ میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ میں دفن ہونا نصیب ہوا۔ مولانا مرحوم نے پسماندگان میں دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد دامت برکاتہم، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا، جملہ مبلغین اور کارکنان ختم نبوت مولانا مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں اور پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ضروری اعلان

”آوازِ حق“

مصنفہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے قیام ڈھابیل کے زمانے میں رد قادیانیت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام ”آوازِ حق“ تھا، اس کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت مرحوم کے رد قادیانیت پر مجموعہ رسائل کو شائع کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ شامل کرنا ہے۔ جس کسی کے پاس ہو، اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

العارض: (مولانا) اللہ وسایا

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 514122

تحریر: (مولانا) محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح القہار جل جلالہ

قارئین گرامی! اس سے قبل اللہ جل جلالہ، الرحمٰن، الرحیم، الملک، القدوس، السلام، المومن، المھیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، الخالق، الباری المصور، الغفار جل جلالہ کی توضیح وتشریح اپنی علمی بساط کے مطابق کر چکے ہیں، جس خالق کائنات کی تعریف اور حمد وثنا میں کائنات کے ایک ایٹم سے لے کر عنصر تک ایک ذرے سے لے کر کرۂ ارض تک، زمین سے آسمان تک اور ایک قطرے سے لے کر سمندر تک ہر چیز ہر آن ہر لحظہ محو ومعروف ہو مجھ جیسا کم مایہ علم کیا حمد وثنا بیان کر سکتا ہے اگر مضامین میں کہیں کوئی غلطی ہو تو میں اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا ہوں، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر اللہ کی توفیق دے۔ (آمین)

القہار جل جلالہ اللہ رب العزت کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ قہار قہر سے ہے، القہار جل جلالہ وہ جو تمام مخلوق پر غالب ہے اور ہر ایک زبردست کو زیر کرنے والا ہے:

"وھو القاھر فوق عبادہ"

(وہ اپنے بندوں کے اوپر پورا غالب ہے)

فرعون نے کبر ونخوت کی وجہ سے کہا تھا کہ:

"وانا فوقھم قاھرون"

"ہم بنی اسرائیل پر پورا غلبہ رکھتے ہیں۔"

تو اللہ رب العزت نے ایسے انجام بد سے دوچار کیا کہ فرعون رہتی دنیا تک نشان عبرت بن گیا۔ القہار جل جلالہ کا اسم صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کے لئے سزاوار ہے۔ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر یہ صفاتی نام موجود ہے:

ام اللہ الواحد القھار (سورہ یوسف)

ترجمہ: "(جدا جدا معبود اچھے) یا اکیلا اللہ جو سب پر حکمران ہے۔"

وھو الوحد القھار (الرعد)

ترجمہ: "وہ تو ایک اور سب کا حاکم ہے۔"

وما من الٰہ الا اللہ الواحد القھار (ص)

ترجمہ: "اللہ کے سوا جو ایک اور حاکم کل ہے اور تو کوئی بھی معبود نہیں۔"

سبحانہ ھو الواحد القھار (الزمر)

ترجمہ: "وہ تو پاک ہے وہی اللہ ہے جو یکتا اور حکمران کل ہے۔"

وبرزوللہ الواحد القھار (ابراھیم)

ترجمہ: "سب کے سب اللہ کے سامنے جو یکتا اور سب کا حکمران ہے حاضر ہوں گے۔"

لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار

ترجمہ: "آج بادشاہی کس کی ہے؟ اللہ کی جو واحد القہار ہے"

اللہ رب العزت کے صفاتی ناموں میں یہ نام جلالی شان رکھتا ہے۔

اللہ رب العزت نے انسان کو کرۂ ارض پر اپنا نائب بنایا ہے لیکن انسان اپنی خود ساختہ راہوں پر چل کر شیطان کی پیروی میں اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے منصب خلافت کو بھول جاتا ہے۔ ماضی کے جن بادشاہوں اور حکمرانوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کی بجائے انہیں ذلت کی طرف لے جانے کی سعی نامسعود کی تو القہار جل جلالہ نے انکو نشان عبرت بنا دیا جیسا کہ ماضی کے فراعنہ کے ساتھ ہوا۔ فرعون نے اپنی بادشاہت، مال ودولت پر فخر کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا تو اللہ رب العزت نے اسے غرق دریا کر دیا اور اس کے مقابلے میں اپنے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بمع لشکر کے اپنی حفظ وامان میں رکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو دارین کی فوز وفلاح سے ہمکنار فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ فرعون کی نعش آج تک مصر کے عجائب گھر میں حصول عبرت کے لئے موجود ہے۔

اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ماضی کی اقوام عاد وثمود کا انجام دیکھیں انہوں نے کبر ونخوت کی وجہ سے احکامات خداوندی سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے نفس پرستی کا مظاہرہ کیا، امراض خبیثہ میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جو القہار جل جلالہ ہے آسمان سے پتھر برسانے کا عذاب نازل کیا اور قوم لوط کو ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جب پیغمبر حق کو جھٹلایا۔ اللہ رب العزت کی وحدانیت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کا عذاب بھیج کر ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو محفوظ رکھا اور باطل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اسی طرح رسول آخرین

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو دارین کی فوز و فلاح سے ہمکنار فرمایا اور جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو ان کی نسلوں کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ عمر بن ہشام (ابوجہل) کو ہی لیجئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت، دیانت، شرافت اور صداقت کا معترف تھا، جیسا کہ جنگ بدر میں اخنس بن شریق نے ابوجہل سے علیحدگی میں پوچھا: اے عمر بن ہشام تجھے خدا کی قسم! یہ بتلاؤ کہ محمدؐ سچے ہیں یا جھوٹے؟ تو ابوجہل کہنے لگا خدا کی قسم محمدؐ بن عبداللہ سچے ہیں۔ اب دیکھیں ابوجہل آپ کی سچائی کا اعتراف تو کر رہا تھا لیکن اس کی نخوت نے اسے ایمان لانے سے دور رکھا اور جنگ بدر کے اندر ہی دو کم سن صحابہ معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں قتل ہوا اور القہار جل جلالہ نے ہمیشہ کے لئے اسے دیگر سرداران قریش کے ہمراہ نشان عبرت بنا دیا۔

اسی طرح ابولہب کو لیجئے۔ دھن، دولت، خوبروئی اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت ہی امیر تھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر گروہ قریش کو توحید کی دعوت دی تو ابولہب نے انتہائی گستاخانہ جملے کہے، پتھر اٹھا کر کہا: "تیرا ناس ہو، اس لئے ہمیں بلایا تھا" (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) اللہ تعالیٰ نے پوری ایک سورۃ سورۂ لہب نازل فرما کر ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت فرمائی:

"ہلاک ہوں ابولہب کے دونوں ہاتھ۔ ابو لہب کو اس کے مال و دولت نے کچھ نفع نہ پہنچایا اور وہ مال و دولت سمیت جہنم رسید ہوا اور اس کی بیوی بھی جس کے گلے میں مونجھ کی رسی ہے۔"

اسی طرح ابی لہب کے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ:

"اے اللہ! تو اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک اس وقت سچ ثابت ہوا جب ابولہب کا بیٹا تجارتی قافلے کے ہمراہ شام کا سفر کر رہا تھا، وہ رات کو اپنے ہمسفر قافلے کے درمیان میں سویا لیکن رات کی تاریکی میں ایک کتے نے اسے چیر پھاڑ کر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اسی طرح جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام دیکھ لیں۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے انجام کو دیکھیں کہ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر عبرتناک موت مرا۔

اللہ رب العزت الواحد القہار جل جلالہ ہیں، ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ آفتاب و ماہتاب، سیارے اور ستارے سب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی، پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے، انسان اڑتے ہوئے پتنگوں کی طرح اڑتے ہوں گے، امن پسند زندگی میں صرف وہ لوگ ہوں گے جن کے اعمال کے وزن بھاری ہوں گے اور جن کے اعمال کے وزن ہلکے ہوں گے ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔

بروز حشر جب تمام مخلوق خدا مر چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں پر بھی موت طاری فرمادیں گے، عرش اٹھانے والے فرشتے بھی موت کی نیند سو جائیں گے۔ موت لانے والا فرشتہ پر بھی موت طاری ہو جائے گی۔ اب اللہ رب العزت اپنی صفت "قہر" کا اظہار فرماتے ہوئے خود پوچھیں گے:

"لمن الملک الیوم"

آج کس کی حکومت ہے؟

اعلان ہوگا کس کی حکومت ہے؟ مگر اس سوال کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا، ہر طرف سناٹا ہوگا، جس انسان کو اپنے کاروبار پر، کوٹھی اور کار پر اپنی قابلیت اور صلاحیت پر بڑا ناز ہے، بڑا غرور ہے، فخر ہے، وہ اس دن القہار جل جلالہ کے سامنے جواب نہیں دے سکے گا۔ آج کا صاحب اقتدار اپنی دولت اور اقتدار کو لافانی سمجھتا ہے قیامت کے دن اس پر ہیبت اعلان کا جواب نہیں دے سکے گا، بار بار اعلان ہوگا۔ زمین پر خدا بن کر بیٹھنے والو! کمزوروں پر مشق ستم ڈھانے والو! فرعون اور نمرود کے نقش قدم پر چلنے والو! خدا کی زمین کو خدا کے بندوں پر تنگ کرنے والو! رب السمٰوٰت والارض سے بغاوت کرنے والو! اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالنے والو! اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والو! آج بولتے کیوں نہیں ہو؟ خاموش کیوں ہو! لمن الملک الیوم؟ آج کس کی حکومت ہے، تمہاری یا ہماری؟ بندوں کی یا رب کی؟ مخلوق کی یا خالق کی؟ یہ اعلان تین مرتبہ ہوگا، مگر اس اعلان کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا: "للہ الواحد القہار"

اس اکیلے اللہ کی حکومت ہے جو غالب ہے، حقیقی حکومت اور ملکیت اسی کی ہے، باقی سب حکومتیں اور ملکیتیں عارضی ہیں۔ حقیقی بادشاہ ہے تو وہی حقیقی مالک ہے تو وہی، حقیقی خالق ہے تو وہی ہے، حقیقی رازق ہے تو وہی اللہ اکیلا ہے:

نہ گور سکندر ہے نہ قبر دارا
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

قارئین گرامی! قہر خداوندی سے ہمیشہ ڈریے

رہنا چاہئے، رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم موسم ابر آلود دیکھ کر پریشان ہوجاتے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ:

مفہوم: ”کہیں ایسا نہ ہو کہ قوم عاد و ثمود کی طرح کہ وہ بادلوں کو دیکھ کر خوش ہوئے کہ یہ ہم پر برسیں گے مگر ان میں عذاب الٰہی چھپا ہوا تھا۔“

بعض اوقات قہر خداوندی سرکش انسانوں پر دنیا میں بھی وارد ہوجاتا ہے۔

میں نے ایک ایسے شخص کو بڑھاپے میں دیکھا ہے جو اپنے دور کا بہت بڑا ڈاکو اور چور تھا اور جو بیوی اس کی موجود تھی اسے زبردستی ایک غریب کے گھر سے اٹھا کر اس سے شادی کی ہوئی تھی۔ جب وہ انتہائی بڑھاپے کو پہنچ گیا تو اس کی بیوی نے اسے قتل کرکے اپنے گھر کے کونے میں زمین میں دبا دیا اور خود دوسرے شخص سے شادی کرلی۔ ایک طویل عرصے کے بعد حقیقت حال کا پتہ چلا تو عورت کو قید کردیا گیا اور اس مرحوم کی بیٹی کے ساتھ وہی سلوک ہوا جو اس نے اس کی ماں کے ساتھ کیا تھا۔ مطلب یہ کہ بعض اوقات القہار جل جلالہ کا قہر اس دنیا میں نقد وارد بھی ہوجاتا ہے ہر وقت اللہ رب العزت سے ہمیں معافی مانگنی چاہئے۔

یا ارحم الرحمین ہم گناہگار ہیں، بدکار ہیں ذوبے ہوئے ذلت میں ہیں۔ ہمیں معاف فرمادے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری غلطیوں، کوتاہیوں اور نافرمانیوں کو معاف فرمادے۔ یا ارحم الرحمین جن لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے ہم ان کے حق میں تجھ سے بھلائی کی دعا مانگتے ہیں یا ارحم الرحمین ہمیں دین و دنیا کی بھلائی سے ہمکنار فرما، اپنے غصے، ناراضگی اور قہر سے ہمیں محفوظ فرمادے۔(آمین)

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب برطانیہ کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوگئے

ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے آخری قطرہ خون بہانے سے دریغ نہیں کریں گے،

قادیانیت کا تعاقب تا قیام قیامت جاری رہے گا۔(مولانا محمد اکرم طوفانی)

کراچی (نمائندہ خصوصی) گزشتہ ہفتہ کی شب ۳ بجے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب ملتان سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی ایئرپورٹ پر پہنچے تو احباب ختم نبوت نے قائد اعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر انتہائی گرمجوشی سے ان کا والہانہ استقبال کیا، ہفتہ کے روز دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں قیام فرمارہے اور شام کی پرواز سے برطانیہ روانہ ہوگئے۔ جہاں مولانا موصوف ۵/اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار، بمقام جامع مسجد برمنگھم میں منعقد ہونے والی سولہویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں مسلمانوں کی بھرپور شرکت کے لئے یو۔کے کے تمام چھوٹے بڑے شہروں مثلاً شیفلڈ، اڈنبرا، لندن وغیرہ کے علاوہ دیہاتوں اور قصبات میں مسلمانوں کو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ جب سے مرزا طاہر نے پاکستان سے فرار ہوکر لندن کو اپنا مستقر بنایا ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے، برطانیہ کے شہروں اور دیہاتوں تک تحفظ ختم نبوت کا کام کیا ہے۔ ہر سال ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے، جس میں پاکستان، کے تبلیغی اجتماع رائے ونڈ کے بعد، برطانیہ جیسے ملک میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے علاوہ، جناب حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ اور دیگر احباب ختم نبوت خوب محنت فرماتے ہیں۔ شہروں کے علاوہ دیہاتوں تک ختم نبوت کے اجتماعات کا ایک طویل سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے برطانیہ روانگی سے قبل اپنے ایک بیان میں کہا کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے آخری قطرہ خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے اور قادیانیت کا تعاقب تا قیام قیامت جاری رہے گا۔(انشاءاللہ)

مولانا موصوف ختم نبوت اجتماعات اور سولہویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے بعد وطن واپس تشریف لانے سے قبل عمرہ کی ادائیگی کی سعادت سے بہرہ ور ہوں گے۔

دریں اثناء حضرت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں دیگر علماء حضرات اور مبلغین ختم نبوت کے وفد کی کانفرنس میں شرکت کے لئے برطانیہ کے سفر پر آئندہ ماہ میں روانگی ہوگی۔

دعائے صحت یابی کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب کے بھائی جناب حافظ منظور احمد صاحب دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور ضیاء الدین ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہیں۔ تمام احباب ختم نبوت اور قارئین ختم نبوت سے موصوف کے لئے دعائے صحت یابی کی اپیل ہے کہ: اللہ رب العزت جناب حافظ منظور احمد صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔(آمین)

قسط نمبر ۱

تحریر: مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی

نبیٔ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کے لئے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے، اب تا قیام قیامت تمام جن و انس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دارین کی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہو گا تو آپ علیہ السلام بھی بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہوں گے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرات انبیأ علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص خاص زمانوں، خاص خاص مقامات اور خاص خاص قوموں کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس کا ذکر قرآن و حدیث میں جگہ جگہ وارد ہوا ہے۔ مثلاً پارہ ۸، رکوع ۱۵ تا ۱۸ میں: لقد ارسلنا نوحا الی قومہ اورو الی عاد اخاھم ھودا اورو الی ثمود اخاھم صلحا اورو الی مدین اخاھم شعیبا وغیرہ۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا، بلکہ تمام جہانوں اور تمام مخلوقات کے لئے ان کے وجود و نمود سے بہت پہلے سے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، ہر زمان اور ہر مکان کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ مگر یہ معاملہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ وہاں تک کسی کی عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی، اور اگر کوئی شخص عقل کے تھک کر عاجز ہونے پر انکار کرے تو یہ انکار بھی معتبر نہیں، اس لئے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہی سے دیکھنا ہے کہ حضور کو کس کس کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور کس وقت سے کس وقت تک کے لئے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے؟ کیونکہ عالم غیب کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے سوا اور کسی طریقے سے مستند اور معتبر طور پر معلوم نہیں ہو سکتا۔

نبوت قبلِ عالم:

حق تعالیٰ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا، اور آپ سے بھی اور نوح وابراہیم وموسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی اور ہم نے ان سے خوب پختہ عہد لیا تا کہ ان سچوں سے ان کے سچ کی تحقیقات کریں اور کافروں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

(الاحزاب: ۷، ۸)

ان سب انبیأ سے جو وقتاً فوقتاً دنیا میں آئے ہیں، ایک دم جمع کر کے عہد لینا، ان کی روحوں کو جمع کر کے عہد لینا ہے، جو وجود دنیوی سے پہلے ہوا، روح المعانی (۲۷ ص ۱۳۷) میں ابن جریرؒ کی روایت قتادہؓ سے نقل کی گئی ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ان سب سے عہد لیا تھا کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں اور اس کی بھی تصدیق کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضورؐ کے اس اعلان کی بھی تصدیق کریں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

سچوں کے سچ کی تحقیق میں اشارہ موجود ہے کہ یہ سب حضرات نبی تھے، سچے تھے، نبوت میں بھی سچے، احکام پہنچانے میں بھی سچے اور لوگوں کو قبول و عدم قبول میں بھی سچے۔ اسی لئے منکروں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہوا، چوں کہ یہ جمع کرنا عالم ارواح کا تھا تو سب کی نبوت، خصوصاً حضور اکرم کی نبوت، خلق عالم کے قبل سے ثابت ہے، بلکہ اس حدیث کی رو سے تو اسی وقت سے حضور کا خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونا، اور تمام انبیأ سے اس کا عہد لینا بھی ثابت ہے۔

شبہ ہو سکتا ہے کہ نبوت تو چالیس سال یا کم و بیش عمر میں ملی ہے۔ اس لئے تخلیق عالم سے پہلے عہد کا لینا دینا کیسے ہو سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہر عہدے پر سرفرازی کے دو مرحلے ہوتے ہیں۔ ایک تقرر کا اور ایک کام میں لگنے یعنی اس تقرر کے ظہور کا، مثلاً اعلان ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کو وزیر مقرر کیا گیا ہے، اور ان کے کاموں کا نام بھی آ جاتا ہے کہ وزیر صنعت ہے یا وزیر داخلہ، وزیر خارجہ ہے یا وزیر مواصلات وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان عہدے داروں کا کام فوراً ہی ان سے متعلق نہیں ہو جاتا، بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتا ہے۔ یا مروجہ اصطلاح میں یوں کہئے کہ چارج بعد میں لیا جاتا ہے، کوئی کسی لیتا ہے،

کوئی بھی، لیکن وزیر وہ اسی وقت سے ہیں جب سے تقرر ہو چکا ہے۔ اسی طرح یہ بھی سمجھا جائے کہ نبوت اور ختم نبوت کے عہدے تو تخلیق عالم سے قبل ہی عطا فرما دیئے گئے۔ مگر ان کے کام ان کے اپنے اپنے مقررہ اوقات پر ظاہر ہوئے۔

سب سے پہلی روح:

حضرات انبیاء علیہم السلام کی ان مبارک اور عہدیدار روحوں میں سب سے پہلی روح کون سی ہے؟ یعنی سب سے پہلے نبوت کا عہدہ کس پاک روح کو عطا ہوا؟

مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے:

''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی؟ حضورؐ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور (روح مبارک، جیسے کہ شارحین حدیث نے کہا ہے) اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا، پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں جہاں منظور ہوا سیر کرتا رہا، اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے، نہ آسمان، نہ زمین، سورج، نہ چاند، نہ جن، انسان تھے۔ (آگے حدیث لمبی ہے۔ المواہب الدنیہ) اگر کہا جائے کہ بعض روایات میں اور بھی بعض چیزوں کے اول مخلوق ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب کا روح محمدیؐ کے بعد میں پیدا ہونا احادیث میں صاف ہے۔ اس لئے سب سے اول تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہی پیدا ہوئی اور دوسری چیزیں اپنی اپنی نوع میں پہلی ہیں۔

امام احمد اور امام بیہقی نے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہہ کر اور مشکوٰۃ میں شرح السنۃ سے نقل کر کے، حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں حق تعالیٰ کے یہاں خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی خمیر ہی میں تھے۔'' یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔

خلق آدم سے پہلے نبوت:

ابن سعد نے شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کب نبی بنائے گئے؟ فرمایا: ''آدم اس وقت روح اور جسم کے درمیان میں تھے، جب کہ مجھ سے عہد لیا گیا تھا۔'' (جس کا ذکر مذکورہ آیت میں تھا) اور حضرت امام زین العابدینؒ اپنے والد امام حسینؓ کے واسطے سے اپنے دادا حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے سے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور (روح) تھا۔'' (احادیث المواہب الدنیہ)

جو مخلوقات اپنے وجود میں کسی دوسرے کی محتاج ہیں، خود مستقل وجود سے الگ نہیں، کسی کے ساتھ ہی ہوں گی، الگ نہیں ہو سکیں، وہ ''عرض'' کہلاتی ہیں۔ جیسے لمبائی، چوڑائی، موٹائی، سرخی، سیاہی سبزی، زردی، سفیدی، چمک، خوشبو، بدبو وغیرہ وغیرہ۔ چوں کہ ان کا اپنا وجود نہیں ہے، بلکہ کسی اور مستقل وجود کے تابع ہو کر ہی یہ موجود ہوتی ہیں۔ اور جو چیزیں موجود ہونے میں دوسرے کی محتاج نہیں، خود موجود ہوتی ہیں وہ ''جوہر'' کہلاتی ہیں۔ جیسے اینٹ، پتھر، درخت، جانور، انسان وغیرہ۔ ان میں بعض تو وہ ہیں جن میں نہ حس و حرکت ہے، نہ بڑھنا ہے، وہ جمادات ہیں اور جن میں حس و حرکت تو نہیں، مگر بڑھنے کی صلاحیت ہے، وہ نباتات ہیں، جن میں حس و حرکت قصداً ہے، مگر عقل نہیں، وہ حیوانات ہیں اور جن میں علم وعقل کی روشنی ہے، وہ اہل عقل ہیں، پھر وہ تین قسم کے ہیں، ایک وہ جن میں خیر ہی خیر ہے، شر نہیں، وہ فرشتے ہیں۔ دوسری وہ جن میں شر ہی شر ہے، خیر نہیں، یا خیر وشر دونوں ہیں مگر خیر مغلوب ہے اور شر غالب، یہ جنات ہیں۔ شیطان اور غیر شیطان۔ ایک وہ ہیں جن میں خیر وشر دونوں ہیں، مگر خیر غالب ہے اور شر مغلوب، وہ انسان ہیں۔ ان سات قسموں میں سے اول قسم تو بعد کی قسموں کے تابع ہے۔ اب چھ قسمیں کائنات و مخلوقات کی رہ گئیں۔ دیکھنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کس کس کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ یعنی جمادات، نباتات، حیوانات، جنات، فرشتے، انسان عوام وخواص یعنی انبیاء تک۔

کل انسانوں کے لئے نبی:

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔'' (سبا:۲۸)

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت تک رعب کی مدد مجھ کو عطا فرمائی گئی ہے۔ اور کل زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنا دی گئی، سو میری امت کا ہر آدمی جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا، اور مجھے شفاعت کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اور ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''

مسلم کی ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ:

"میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔"

"تمام لوگوں اور تمام انسانوں" میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت آنے والے سب شامل ہیں۔ ان سب انسانوں کے لئے حضورؐ کو پیغمبر بنایا گیا ہے۔ سوال ہوسکتا ہے کہ حضورؐ اگلے اور پچھلے انسانوں کے لئے پیغمبر کیسے ہوگئے؟ جواب یہ ہے کہ جیسے کسی کے بادشاہ ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جو اس کے شہر یا دربار میں حاضر ہوں، بس وہ انہی کا بادشاہ ہے، بلکہ جہاں جہاں تک اس کی فوج، پولیس، حکام اور احکام پہنچتے ہوں گے وہ سب اس کی حکومت ہے، وہ ان سب کا بادشاہ ہے۔ اور ان کے ذریعے سب کو اسی کے احکام پہنچائے جاتے ہیں۔ سب اسی کی رعیت ہوتے ہیں، اسی طرح جیسا کہ آگے آیات واحادیث سے معلوم ہورہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک بذریعہ تمام انبیا اور ان کی امتوں کے علما کے اور اب سے لے کر قیامت تک آپ کی امت کے علما کے ذریعے آپؐ کے احکام، پیغامات، تعلیمات سب کو پہنچتے رہیں گے اور سب کو آپ کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت ملتی رہے گی۔ بادشاہ بھی فرمانبردار اور نافرمان دونوں کا بادشاہ ہے۔ اسی طرح جب حضورؐ کی رسالت و نبوت کی بہ واسطہ انبیا وعلما شروع دنیا سے آخر تک دعوت دی جارہی ہے، تو فرماں بردار اور نافرمان سب کے لئے آپ نبی اور رسول ہیں۔ سب ایمان والوں کو بشارت دینے والے اور کفر والوں کو عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا جانا صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی خاص ہے دوسرے نبیوں کی نبوت صرف ان کی قوموں تک خاص تھی۔ وہاں یہ عموم نہ تھا، بلکہ جیسے "انسانوں" کے لفظ میں اول دنیا سے آخر تک کے تمام انسان شامل ہیں، ان میں نیک و بد سب بلکہ حضرات انبیا علیہم السلام بھی آگئے ہیں اور ان کی امتیں بھی۔ آنحضورؐ ان کے لئے بھی پیغمبر ہیں۔

آگے آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے:

"قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے اے انسانو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی جانب۔"

حضورؐ کا یہ خطاب بلاواسطہ بواسطہ انبیا علما اول سے آخر تک تمام انسانوں سے ہے، اور حضورؐ سب کے لئے نبی ہیں۔

ایمان لانے کا عہد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیا سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں، پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے، جو مصداق ہو اس علامت کا جو تمہارے پاس ہے، تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی رکھنا اور اس کی مدد بھی کرنا، فرمایا: آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ بولے: ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا: تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔" (آل عمران:۸۱)

حضرات انبیا متبوع ہیں اور امتیں ان کی تابع ہیں۔ اس لئے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ عہد لینا ان کی امتوں سے ان کے واسطے سے عہد لینا ہے۔ جیسے ہر جماعت کا قائد جو معاہدہ کرے گا وہ پوری جماعت کا معاہدہ ہوگا۔ پھر یہ عہد ہر نبی سے اس کے بعد کے نبی کے لئے ہے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے؟ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت بیان کی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد والے نبیوں میں کوئی نبی نہیں بھیجا، مگر اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد لیا کہ اگر وہ ان کی زندگی میں بھیجے گئے تو یہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کو یہ حکم بھی دیتے تھے کہ وہ اپنی قوم سے اس کا عہد لیں۔"

پھر حضرت علیؓ نے وہ آیت پڑھی جو اوپر مذکور ہے (ج۳ص۱۸۴) بعض مفسرین نے ہر بعد کے نبی کے لئے قرار دیا ہے کہ اگلے ہر نبی پر بعد کے نبیوں پر ایمان لانے اور قوم کو ان پر ایمان لانے اور مدد کرنے کی ہدایت کرنے کا یہ عہد ہے۔ مگر اس تفسیر پر بھی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں، اگلے ہر نبی پر، اگر وہ حیات ہوتے، آپؐ پر ایمان لانا اور مدد کرنا اور اپنی قوم کو ہدایت کرنا فرض ہوتا۔

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے کہ علامہ سبکی نے اپنی ایک کتاب میں ثابت کیا ہے کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام اور بعد کے حضرات کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور اس پر حدیث:

"کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد"

ترجمہ: "میں نبی تھا اور آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔"

سے اور حدیث:

"بعثت الی الناس کافۃ"

ترجمہ: "میں تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

سے دلیل ہے اور آیت واذ اخذ اللہ آخر سے اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ نوح علیہ السلام سے لے کر اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، مگر اس سے عہد لیا کہ محمدؐ پر ایمان لائیں

گے(ص۱۵۱)

امام رازی نے لکھا ہے کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "میں تمہارے پاس پاک صاف شریعت لایا ہوں، خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی میرے اتباع کے سوا کوئی گنجائش نہ رہتی۔" (تفسیر کبیر ج۴ص۷۶)

چنانچہ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، جو صحیح اور بہت حدیثوں میں وارد ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، اور بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں حضرت عیسیٰؑ کے ذکر کے تحت لکھا ہے: ابن ابی ذئب نے اس حدیث کے لفظوں کے معنی میں کہا ہے کہ: "وہ تمہارے رب کی اسی کتاب سے امامت کریں گے، اور تمہارے ہی نبی کی حدیثوں سے۔" آگے طیبی سے بھی نقل ہے: "عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت کریں گے۔ اس حال میں کہ تمہارے دین میں ہوں۔" (جز ج۱۰ص۲۳۲)

علامہ سبکی کہتے ہیں: ہم کو صحیح حدیث سے ثابت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی جانب سے تمام کمالات کی عطا اور نبوت پر انبیا سے عہد لیا تعلق آدم کے زمانے سے ہے، تاکہ سب نبی جان لیں کہ آپؐ ان سے بڑھ کر ہیں، اور ان کے بھی نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے حضورؐ نبی الانبیا ہیں۔ اسی لئے آخرت میں سب آپؐ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، ایسے ہی دنیا میں شب معراج میں ہوا اور اگر حضورؐ کے آنے کا اتفاق ان کے زمانے میں ہوتا تو ان پر اور ان کی امتوں پر حضور پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا لازم تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا سے اس کا عہد لیا اور اس وقت بھی وہ اپنی نبوت و رسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف تھی، باقی تھے۔ اس بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت تمام انبیا کی طرف ایک امر واقعی سے آپ کو حاصل تھی، لیکن اس کا ظہور ان سب کا حضورؐ کے ساتھ موجود ہونے پر موقوف تھا، تو اس ظہور کے تعلق کا مؤخر ہونا ان کے حضورؐ کے وقت موجود نہ ہونے سے ہوا ہے، نہ اس وجہ سے کہ حضورؐ ان کی طرف نبی و رسول ہونے سے موصوف نہیں تھے، لہٰذا حضورؐ کی نبوت و رسالت سب کے لئے عام اور عظیم الشان ہے، اور آپ کی شریعت اصول میں ان سب کی شریعت کے موافق ہی ہے کیونکہ اصول میں فرق نہیں، اور ان مسائل میں آپؐ کی شریعت کا سب سے بڑھ کر ہونا جن میں اختلاف ہوتا ہے، یعنی فروع میں تو یا تو حضورؐ کی خصوصیت کی بنا پر ہے یا ان کے منسوخ ہونے کی بنا پر، یا نہ یہ نہ وہ بلکہ حضورؐ ہی کی شریعت ان اوقات میں ان سب امتوں کے لئے وہی ہے جو ان کے انبیا لے کر آئے تھے اور اس وقت امت کے لئے یہ شریعت ہے۔ اوقات و اشخاص کے مختلف ہونے سے احکام مختلف ہوتے ہی ہیں۔ شریعت ایک بھی کہلا سکتی ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ)

فتاویٰ حدیثیہ شیخ ابن حجر میں ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی مبعوث ہیں، بلکہ اس پر یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ حضورؐ تمام انبیا علیہم السلام اور تمام قدیم امتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور حضورؐ کا یہ ارشاد کہ: "میں سب انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں" سب کو شامل کیا ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اور علامہ بازری نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے اور مزید یہ کہا ہے کہ حضورؐ تمام حیوانات و جمادات کی طرف بھی بھیجے گئے ہیں اور اس کے لئے حضورؐ کے رسول ہونے پر گواہ کی گواہی اور درختوں اور پتھروں کی گواہی کو دلیل بنایا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ کہتے ہیں: "میں اس پر مزید کہتا ہوں کہ حضورؐ اپنی طرف بھی مبعوث کئے گئے تھے" (ص:۱۵۱) ان جانوروں، درختوں اور پتھروں کی گواہی دینے کے واقعات احادیث میں ہیں۔ اس لئے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام انسانوں حتیٰ کہ انبیا علیہم السلام، ان کی امتوں اور دوسرے انسانوں، فرشتوں، جمادات، نباتات، حیوانات سب کے لئے حضورؐ نبی ہیں اور سب پر حضورؐ کی پیروی فرض ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔" (الانعام:۱۹)

ترجمہ: "اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے تم کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے، سب کو ڈراؤں۔"

لہٰذا جن جن کو قرآن پہنچے، خواہ وہ کسی زمانے کے ہوں، حضورؐ کے زمانے کے کچھ بعد، بہت بعد، آخر زمانے تک کے ہوں۔ اس لئے اس آیت میں حضورؐ کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے اہل عقل کے لئے حضورؐ کی نبوت ثابت ہوئی، خواہ انسان ہوں یا جن ہوں یا فرشتے ہوں، حضورؐ سے لے کر قیامت اور مابعد تک ابدالآباد کے لئے جن کو قرآن مجید پہنچے گا، آپ سب کے لئے نبی ہیں۔ قرآن مجید کی ہر سورۃ معجزہ ہے اور معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔ دوسرے انبیا وقتی تھے، ان کے معجزے بھی وقتی تھے۔ حضورؐ کا یہ معجزہ جو ازل سے مقابلے کا چیلنج کر رہا ہے، ابدی معجزہ ہے جو ابدالآباد تک کی نبوت کی دلیل ہے اور ہر اس شخص کے لئے دلیل ہے جس کو پہنچے۔

تمام جہانوں کے نبی:

ترجمہ: "بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ

فیصلے کی کتاب یعنی قرآن اپنے خاص بندے پر نازل فرمائی تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔"

(سورۂ فرقان:۱)

ڈرانا منکروں کو عذاب سے ہوتا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے باشندوں کو انکار کے عذاب سے ڈرانے والے اور سب کے لئے نبی ہیں، مسلم شریف کی حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے تمام انبیا پر چھ باتوں سے فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھ کو کلمات جامعات عطا فرمائے گئے، (۲) رعب سے میری مدد فرمائی گئی، (۳) میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، (۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے، (۵) میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، (۶) مجھ سے تمام نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔

(خازن ج۴ص:۲۳۶)

مخلوق میں اعراض و جواہر، جمادات نباتات، حیوانات، جن وانس وملائک سب داخل ہیں۔ اس لئے حضورؐ سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ایک سوال شاید کسی ذہن میں آئے کہ نبی تو اس لئے بھیجے جاتے ہیں تا کہ عمل اور کام کے ذمہ داروں کو نیکی کے عمل اور بدی سے بچاؤ کا راستہ بتائیں اور ان کو اپنی قوت قدسیہ سے اور احکام کی ترغیب سے نیک راہ پر چلائیں، تو جو مخلوق مکلف یعنی عمل کی ذمہ دار نہیں، اہل عقل نہیں، ان کی طرف رسول بنانے سے کیا فائدہ؟ اور جو مخلوق اہل عقل مگر معصوم ہیں۔ جیسے فرشتے، جن کی شان یہ آیت ہے کہ:

"لا یعصون اللہ ما امرھم"

(التحریم:۶)

ترجمہ: "یہ فرشتے نافرمانی نہیں کرسکتے اس کی جو کچھ اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتے ہیں۔"

ان کی یا انبیا علیہم السلام کی طرف رسول بھیجنے سے کیا فائدہ کہ وہ خود نیک ہی نیک ہیں؟ اس کا جواب تفسیر روح المعانی میں ہے: "اور معصوم وغیر مکلف کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کے تعین کا مطالبہ، ان کا حضورؐ کی امت دعوت میں داخل ہونا اور حضورؐ کے تبعین میں شامل ہونا تا کہ تمام رسولوں سے بڑھ کر آپ کا شرف ثابت ہو۔" (ج۱۸ص:۲۱۰)

اور اوپر علامہ بازری سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمادات وغیرہ کی طرف رسول بنا کر اس وقت بھیجا گیا جب کہ ان میں ادراک وشعور پیدا فرما دیا تھا۔ مسلم شریف کی حدیث: "میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں" یہی ظاہر کرتی ہے یعنی رسول بنا کر بھیجنے کا ایک یہی فائدہ نہیں ہے کہ بدیوں سے بچا کر نیکیوں میں لگائیں، جہاں نیکی بدی، دونوں ہوں گی، وہاں یہ بھی فائدہ ہے ورنہ اس کے علاوہ دوسرے فائدے بھی ہیں، جن میں سے ایک تمام رسولوں کی امتوں سے زائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہونا۔

شیخ ابن حجر ہیتمی نے بھی کہا ہے کہ فرشتے اگرچہ معصوم ہیں، اور ان کو عذاب سے ڈرانا نہیں ہے، لیکن ان کی طرف رسول بنا کر بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپؐ کے لئے سب کے سردار ہونے کا اعتراف، آپ کی رفعت شان کا اقرار، آپؐ کے لئے خشوع وخضوع اور ان کا آپؐ کے پیروکاروں میں شمار ہونا ہے، جس سے آپ کا اعزاز اور بھی زیادہ ہو، اور یہ ان کے معصوم ہونے کے خلاف نہیں۔ پھر حضور کا فرشتوں کے لئے پیغمبری کا کام کرنا یا تو کل کا کل شب معراج ہی میں ہوا ہے یا کچھ اس وقت اور کچھ بعد میں، مگر بعض خاص خاص احکام میں ان کے لئے پیامبر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پوری شریعت محمدیہ کا ان کا مکلف قرار دے دیا گیا ہے۔ مذکورہ آیت اس پر کافی دلیل ہے اور مسلم شریف کی حدیث بھی، جس کے صحیح ہونے میں کوئی اختلاف ہی نہیں کہ: "میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں" اسی سے تو شیخ الاسلام جمال بازری نے یہ اخذ کیا ہے کہ حضور تمام مخلوقات حتیٰ کہ جمادات کے لئے بھی رسول بنائے گئے ہیں۔ اس طرح کہ ان میں خاص درجہ کی عقل وفہم پیدا کر دی کہ انہوں نے حضور کو پہچان لیا، ایمان لے آئے اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی خبر دی ہے، جو موذن کیلئے گواہی دینے وغیرہ کے بارے میں ہے۔ اس ارشاد میں ہے کہ اذان دینے والے کی آواز کی بلندی کو کوئی درخت اور پتھر اور نہ کوئی اور شے سنتی ہے، مگر وہ قیامت کے دن اس کے لئے شہادت دے گی اور حق تعالیٰ نے قرآن شریف کے لئے فرمایا ہے کہ اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو اللہ کے خوف سے پست ہونے اور پھٹ جانے والا دیکھتے۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ کوئی بھی چیز نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے (فتاویٰ حدیثیہ ص۲۱۵) یہ اس کی دلیلیں ہیں کہ جمادات میں بھی یہ احساسات پیدا فرمائے گئے ہیں جن کی بنا پر وہ پیغمبری کے تابع بننے کے اہل ہوئے ہیں۔

باقی آئندہ

تحریر: مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی

رحؒ

یوسف ثانیؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید عصر حاضر کی نابغہ روزگار شخصیت تھے، ایک ہی وقت میں مفسر، محدث، فقیہ، مصنف، سیرت نگار، دینی افکار و نظریات کے عظیم مبلغ، مجاہد اور شیخ وقت تھے، انہوں نے پوری زندگی دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے صرف کی، جس میدان میں اترے سکے جما دیئے: "ڈھونڈو ان کو چراغ رخ زیبا لے کر" (مدیر)

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ماہنامہ "بینات" کراچی کے مدیر محترم اور نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں پوری زندگی کی بے لوث محنتوں کا جو شایان شان صلہ رب العزت نے ان کو عطا فرمایا، وہ ہے آپ کی شہادت سے نوازنا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی اور ان کے وفادار خادم ڈرائیور کی اس عجیب و غریب شہادت پر بیساختہ ان کی پاک روح کو ان الفاظ سے مبارک باد دینے کو دل چاہتا ہے کہ:

اے خوش آں عاشق سرمست کہ در پائے حبیب
جان و اولاد نداند کہ کدام اندازد

جذبہ عشق محمدی سے سرشار اس عاشق سرمست نے تاج و تخت ختم نبوت پر قربان ہوتے ہوئے کچھ ایسا عجیب و غریب ایمان افروز منظر پیش کیا کہ خاتم الانبیاء و المرسلین علیہ و علی آلہ و اصحابہ من الصلوات اکملہا و من التسلیمات افضلہا کی شان محبوبیت کی جھلک دیکھتے ہوئے یہ نہ سمجھ سکے کہ اپنا سر پہلے پیش کریں یا اپنے وفادار خادم ڈرائیور کا؟

کیا ان کی زبان حق ترجمان سے اس وقت بے اختیار یہ نہیں نکلا ہوگا کہ: ان ابی و والدتی و عرضی ...... بعرض محمد منکم وقاء۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج کے زمین و آسمان نے بھی چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود فدائیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منظر دیکھ کر یہ کہہ دیا ہوگا کہ: ما اشبہ الیوم بالبارحۃ اور:

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم و خمخانہ با مہر و نشان است

میرے یقین میں تو یوسف ثانی رحمہ اللہ علیہ کو سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑا ناز اس پر ہوگا کہ وہ، اس کی جماعت، اس کا ماہنامہ اور اس کا جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، علماء المسلمین کی حمایت سے آج کے بایں کن حالات میں بھی توہین رسالت کے قانون میں ترمیم اور اس سے بھی زیادہ خطرناک طریق کار میں تبدیلی کا کٹھن ترین مورچہ مکمل اور واضح طور پر سر کرتے ہوئے بارگاہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین میں پیش ہو کر بعد عز و ناز اور بہ ہزار مسرت و مباہات یہ عرض کیا ہوگا کہ:

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

تاریخ کی دہرائی:

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے سب کو یاد ہوگا کہ یوسف العصر شیخ بنوری قدس سرہ بانی جامعہ ہذا نے بھی اس وقت ہسپتال میں جام شہادت نوش فرمایا، جب کہ امت مسلمہ کی صد سالہ قربانیوں کا میٹھا پھل اور شراب طہور کا بھرا پیالہ انہوں نے اس صورت میں علماء المسلمین کو پلایا تھا کہ پاکستان کی بھری اسمبلی میں کذاب دجال اور مرتد مرزائے قادیانی کی امت مرتدہ کو واضح اور صاف الفاظ میں کافر تسلیم کر دینے کا ڈنکا دنیا بھر کے عالم میں بجوا دیا تھا، والحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً اور یہی سنت اللہ ہے جس کی طرف: "اذا جاء نصر اللہ والفتح ...... فسبح بحمد ربک" میں اشارہ فرما دیا گیا ہے۔

حضرت بنوریؒ کے شیخ معظم شیخ العالم حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کو سارقان ختم نبوت کے تعاقب میں جو ایمانی جذبہ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے عطا فرمایا گیا تھا، مولانا محمد انور رحمہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کو یہی وصیت فرمائی تھی کہ: قادیانیوں کے خلاف اس وقت جو مقدمہ بہاولپور میں چل رہا ہے (اور اسلام کی وکالت رب رحیم و کریم کے فضل و کرم سے دارالعلوم دیوبند کے اسی لائق فرزند کے حصہ میں آئی تھی) اگر اس کا مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہو جائے تو دیوبند آ کر میری قبر پر بآواز بلند مجھے مبارک باد پہنچا دیں:

صبا چوں من بمیرم و گزری بخاکم
زلف فغاں برآید کہ خوش آمدی نگار

یہ ہے دیوبندیت کی اصلی تصویر جسے دور حاضر کے عقل پرست معتزلہ اور حیات انبیاء کرام علیہم و علی آلہم و اصحابہم الصلوات والسلام کے منکرین، دیوبندیت کی آڑ میں مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لا قاتلہم اللہ تعالیٰ۔

تاج ختم نبوت کا سنگین مورچہ

اسلامی تاریخ سے واقف طالب علم جانتے ہیں

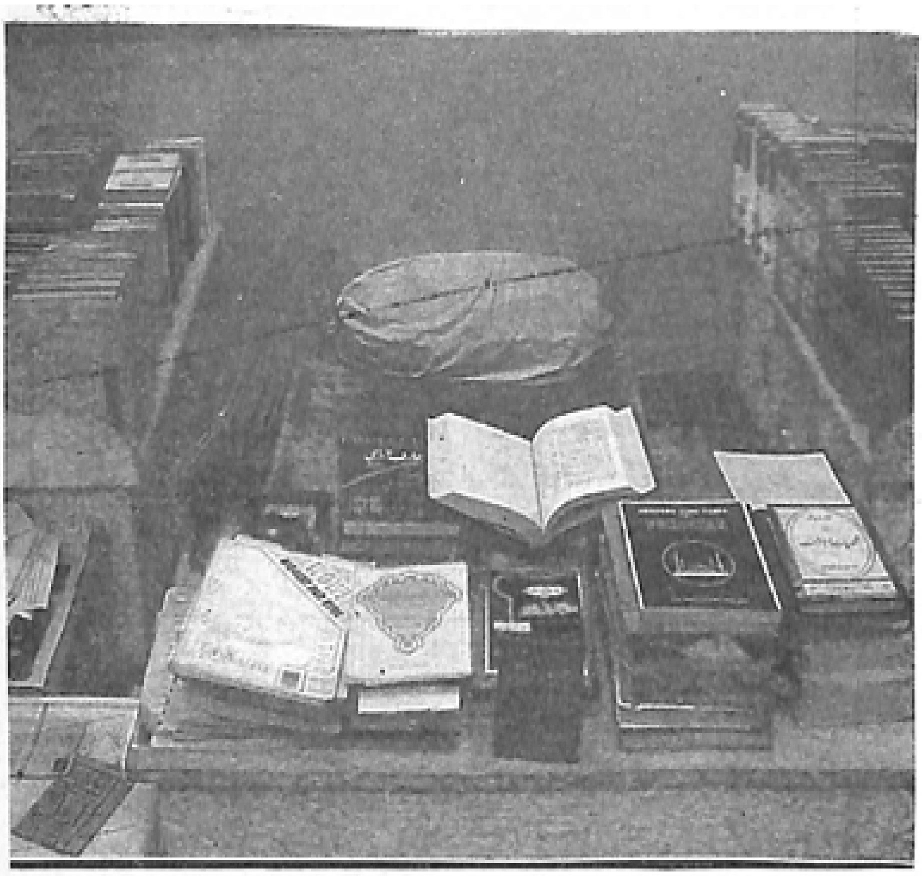

کہ عہد نبوی میں اسلام کے تمام غزوات وسرایا میں شہداء اسلام کی کل تعداد کم وبیش ۲۵۹ (دوسوانسٹھ) سے زیادہ نہیں، لیکن ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جام شہادت نوش فرما کر کامیاب ہوئے۔

بہرحال اس مورچہ کی سنگینی جتنی زیادہ ہے، دفاع کے لحاظ سے مسلمانوں کی ذمہ داری بھی اتنی ہی زیادہ ہے، خوش نصیب ہے ہروہ مجاہد جو جس محاذ پر بھی اسلام کے دفاع میں جان ومال، آل واولاد اور عزت وآبرو کی قربانی دے رہا ہے۔ مگر ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنا، اس لئے بھی مشکل ترین ہورہا ہے کہ غلبہ اسلام کے بعد جو عالم اسباب میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں ظاہر ہوا، دشمن نے پینترا بدلا اور منافقین کی ڈالی ہوئی بنیاد، مسجد ضرار کی صورت پر مخالفت کا طریقہ اپنانا شروع کردیا، کھلے مقابلہ سے عاجز آگئے، اور ''من وراء جدار'' لڑنے لگے، اس دام ہمرنگ سے بچ کر نکلنا آسان نہیں تھا، دوست دشمن کا امتیاز مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔

اس ناکارہ سے اس عظیم شہیدؒ نے اس وقت سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا جب کہ آپ کا مستقل قیام ماموں کانجن فیصل آباد میں تھا، اور ڈاکٹر فضل الرحمن علیہ ماعلیہ کا خوب خوب تعاقب فرمارہے تھے، شیخ بنوری قدس سرہ کی عقابی نظر آپ پر پڑی تو اپنے پاس ہی بلالیا ''بینات'' کی ذمہ داری جیسا کہ اس عظیم شہیدؒ نے خود ''بینات'' میں لکھا ہے، شیخ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کے سپرد کردی تھی اور ''بینات'' شاہد عدل ہے کہ آپ نے بفضل اللہ وکرمہ اپنے شیخ کے حسن ظن کو پوری طرح سچا کر دکھایا، فللہ درہ وعلی اللہ اجرہ۔

یاد پڑتا ہے کہ بینات ہی کے ایک مضمون کی ابتدا جو متعدد فتنوں کی یلغار کے سلسلہ میں لکھا گیا تھا، آپ نے اس دردانگیز انقلابی شعر سے فرمائی تھی:

صرف نغمہ ہی نہیں لے بھی بدلنی ہوگی
باغبانوں نے ''سنا ہے'' کہ چمن بیچ دیا

گلستان پاکستان کے باغبانوں نے چمن بیچ دینے کا دھندہ تو علی فرق المراتب باقی ہی رہنے دیا ہے۔ اس لئے کہ بعض اخباری بیانات کے مطابق یہ قرضے اب کھربوں تک پہنچ گئے ہیں، خدا دشمن کو توفیق نہ دے، ورنہ اسے جب بھی موقع ملا، ملک کے ایک ایک فرد کو جہاں جہاں چاہے گا بیچ دے گا اور اسی لئے وہ اب بھی جدھر چاہتا ہے ملک کا رخ ادھر پھیر دیتا ہے۔

سوچنا یہ ہے کہ اس عظیم الشان دوہری شہادت پانے والے سعید الملک کے ساتھیوں، بزرگوں اور شریک کار دوستوں نے آپ کا یہ اہم ترین مشورہ کہاں تک قبول کیا؟ کیا انہوں نے نغمہ اور لے دونوں کو بدلنے پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے؟ نتائج کی زبان تو اس کے جواب میں خاموش ہی معلوم ہوتی ہے، کیا خدانا کردہ حضرت شہیدؒ یہ حسرت قبر تک تو ساتھ نہیں لے گئے؟

خدا کرے کہ امت مسلمہ کے حکمران، رعایا کے برآوردہ اور قائدین اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، مار آستین قسم کے دشمنوں کو اپنے پہلو میں جگہ نہ دیں، خدائے قہار وجبار کے واضح اعلان: ''لاتتخذوا بطانۃ من دونکم'' کے مطابق کسی غیر مسلم کو کسی جگہ بھی اپنا بھیدی بنانے کے جرم عظیم سے توبہ نصوح فرمالیں تو امت کو ہر شش ماہی پر موجودہ نادیدنی نہ دیکھنی پڑے۔ اگر راعی اور رعیت احکام خداوندی سے کھلی بغاوت کے باوجود بھی نصرت الٰہیہ کی امید رکھیں!! تو یہ ایک معمہ ہے جو نہ سمجھنے کا ہے اور نہ سمجھانے کا۔ اس عظیم پریشانی میں ان اشارات سے زیادہ کہنا بہت مشکل ہے۔ درحقیقت علماً لدھیانہ نے جس دشمن اسلام پر پہلا تیر پھینکا تھا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس پر بھرپور وار کرکے اسے چاروں شانے چت کردیا۔ نعم السلف ونعم الخلف فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

☆☆..................☆☆

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
(علامہ اقبالؒ)

ایک مکتب فکر......ایک تحریک

تحریر: حبیب الرحمٰن اعظمی، دارالعلوم دیوبند انڈیا

دارالعلوم دیوبند

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بظاہر ناکام ہونے والے شکستہ دل مسلمانوں کی دینی وقومی روایات کا تحفظ کیا، ولی اللّٰہی منہاج پر تعلیمات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی، اسلام مخالف تحریکات کی سرکوبی کی، برصغیر اور دیگر براعظموں میں مساجد ومدارس کے ذریعہ قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول کی صداؤں کو عام کیا، فرنگی سامراج کے ظالمانہ اقتدار کی جڑیں اکھاڑ کر ہندوستان کو آزاد کرایا، اسلام اور پیغمبر اسلام پر کئے گئے ناروا حملوں کا جواب دیا، تفسیر حدیث فقہ، کلام اور جملہ علوم وفنون کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا، عظمت صحابہؓ اور عزت اسلاف کا تحفظ کیا، منکرین ختم نبوت کا کامیاب تعاقب کیا، بدعات کی تاریکیوں میں سنت کی مشعلیں روشن کیں اور سینکڑوں مجاہد، عالم، مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مرشد، مؤرخ، مقرر، خطیب، طبیب، مناظر، صحافی، صوفیا، قراء، حفاظ اور سیاستداں پیدا کئے۔

افتتاحیہ:

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ خاصان خدا کی دعائے سحرگاہی کا ثمرہ، علمائے حق کے جذبہ ایثار وقربانی کا مظہر، مجاہدین اسلام کے جہد واخلاص کی نمایاں علامت، علم ومعرفت کا حسین امتزاج، مسلمانان برصغیر کے حیات ملی کی صراط مستقیم اور لامذہبیت کے اس دور میں دینی آثار واقدار اور اسلامی تہذیب وثقافت کا محافظ وعلمبردار ہے۔

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ تاریخ اسلامی کی اولین درسگاہ، "صفہ" کی یادگار اور عکس جمیل، جن کی بنیاد توکل علی اللہ اور خدائے کریم ورحیم کے باحوصلہ بندوں کے مخیرانہ جذبات پر رکھی گئی۔ جس نے نہ کبھی کسی نواب ورئیس کے مراحم خسروانہ کی جانب نگاہ اٹھائی اور نہ کسی حکمران اور امیر کی داد ودہش کی پروا کی، جس کا سراپا وجود اپنے ابنا فرزندوں کو اعتماد علی اللہ اور عرفان خودی کی تعلیم ودعوت دیتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ برصغیر ہندوپاک کی وہ واحد اسلامی چھاؤنی ہے جس نے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا مؤثر اور کامیاب مقابلہ کیا ہے، خواہ وہ فتنہ آریہ سماج کی طرف سے اٹھایا گیا ہو یا شدھی وسنگھٹن کے نام پر، چاہے وہ فتنہ عیسائی پادریوں نے برپا کیا ہو یا انگریزوں کے ظل عاطفت میں پرورش پانے والے متنبی مرزا غلام احمد قادیانی نے۔

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ یہ وہ تربیت گاہ حریت ہے جس نے اسلامیان ہند کو "جمعیت علمأ ہند" جیسی اولوالعزم باحوصلہ، مدبر اور باشعور جماعت فراہم کی جس نے برطانوی اقتدار کو اس وقت للکارا جب کہ اس کی قلمرو میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا اور وقت کی اس عظیم طاقت سے اس وقت اعلان جنگ کردیا جب کہ دوسرے لوگ اس نووارد آقا کی خوشامد اور رضاجوئی میں لگے ہوئے تھے۔

تاریخ گواہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ برطانوی سامراج کو بایں طاقت وشوکت تگنی کا ناچ نچادیا اور اپنے جہد وعمل اور قربانیوں کے سلسلے کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک اس سفید فام سیاہ دل غاصبوں سے وطن عزیز کا ایک ایک چپہ آزاد نہیں کرالیا۔

پس منظر:

سقوط دہلی کے بعد مسلمانوں کو ان کے دین ومذہب اور تہذیب وثقافت سے بیگانہ اور برگشتہ کردینے کی غرض سے مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، دینی علوم اوران کے محافظ علمأ وفضلاء کو سرزمین ہند سے بے نشان کردینے کے لئے تشدد، جارحیت کی حد کردی گئی، ارض ہند جس پر انہوں نے صدیوں حکمرانی کی تھی اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ کردی گئی، امراء ورؤساء کی جائیدادیں ضبط کرکے انہیں نان شبینہ کا محتاج بنادیا گیا، غرضیکہ ظلم وجبر کی جس قدر بھی شکلیں امکان میں تھیں وہ سب مجبور مسلمانوں پر آزمائی گئیں، لیکن خانماں برباد ملت میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی، سب کچھ فنا ہوگیا تھا مگر اسلامی کردار زندہ تھا، دولت وحکومت اور شان وشوکت پر غارت گران فرنگ نے قبضہ کرلیا تھا، مگر دینی حمیت وغیرت محفوظ تھی، تمام تر وحشیانہ حرکتوں کے باوجود، دین ومذہب اور ملک ووطن کے ساتھ ان کی وفاداری بدلی نہ جاسکیں تو ملک کے اقتدار پر قابض شاطر غاصبوں نے بجائے ظلم وتشدد کے ایک دوسری حکمت عملی تجویز کی جس کی تفصیل مولوی محمد طفیل ملیگ کے الفاظ میں یہ ہے:

"حقیقی نبض شناس انگریزوں کی تشخیص پر گورنمنٹ ہند کی حکمت عملی (پالیسی) ۱۸۷۰ء میں مسلمانوں کے بارے میں تبدیلی ہوئی اور سمجھ لیا گیا کہ مسلمانوں کو دبا کر اور برباد کرکے انہیں سلطنت کا خیرخواہ اور وفادار نہیں بنایا

جاسکتا۔ چنانچہ سال مذکور میں گورنمنٹ ہند نے مسلمانوں کو جدید طریقہ تعلیم دینے کا تہیہ کرلیا ہے۔" (روشن مستقبل ص۱۷۵)

اس حکمت کے پس پردہ کیا عزائم کارفرما تھے؟ ذہن اچھی طرح سمجھنے اور اس پالیسی کی اصلی حقیقت تک پہنچنے کے لئے ہمیں اور پیچھے لوٹنا پڑے گا۔ یعنی ۱۸۳۳ء کی اس کمیٹی کی روداد کا جائزہ لینا ہوگا جو یہ طے کرنے کے لئے تشکیل دی گئی تھی کہ ہندوستانی طلبہ کو مشرقی زبان میں تعلیم دی جائے یا انگریزی زبان میں اس کمیٹی کا اجلاس ۷/ مارچ ۱۸۳۵ء کو لارڈ میکالے کی صدارت میں ہوا جس میں لارڈ میکالے صدر اجلاس کے ترجیحی ووٹ پر انگریزی زبان میں تعلیم دینے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی محمد طفیل علیگ مرحوم لکھتے ہیں:

"اس فیصلے کی تعریف میں بڑے بڑے راگ الاپے جاتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ میکالے نے اس کے ذریعہ ہندوستان کو آزادی کا فرمان عطا کیا، مگر جو امور اس رائے کے محرک تھے ان میں سے ایک اعلانیہ اور دوسرا خفیہ تھا، اعلانیہ رائے تو وہ تھی جو انہوں نے اپنی رپورٹ میں ان الفاظ میں دہرائی تھی:

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔"

(روشن مستقبل ص۱۵۰)

لارڈ میکالے کا اصل جذبہ اور مخفی رائے جو ان کے قلب کے نہاں خانے میں چھپی ہوئی تھی وہ تھی جو انہوں نے اپنے والد کو ایک خط میں لکھ کر بھیجی تھی جس میں وہ لکھتے ہیں:

"اس تعلیم کا اثر ہندوؤں پر بہت زیادہ ہے کوئی ہندو جو انگریزی داں ہے کبھی اپنے مذہب پر صداقت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا، بعض لوگ مصلحت کے تحت ہندو رہتے ہیں مگر بہت سے یا تو موحد ہو جاتے ہیں یا مذہب عیسوی اختیار کر لیتے ہیں، میرا عقیدہ ہے کہ اگر تعلیم کے متعلق ہماری تجویز پر عمل درآمد ہوا تو تیس سال بعد بنگال میں ایک بت پرست بھی باقی نہ رہے گا۔"

(روشن مستقبل ص۱۵۱)

بالفاظ دیگر واضح برٹش سامراج کی پالیسی یہ تھی کہ اس طرح کا تعلیمی نظام رائج کیا جائے جسے پڑھ کر ہندوستانی ذہن وفکر کے اعتبار سے انگریز بن جائیں یا کم از کم ایماندار و باوفا رعایا بن جائیں چنانچہ مسٹر الفنسٹن اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں:

"میں اعلانیہ نہیں تو درپردہ پادریوں کی حوصلہ افزائی کروں گا، اگرچہ مجھے گورنر صاحب سے اس بارے میں اتفاق ہے کہ مذہبی امور میں امداد کرنے سے احتراز کیا جائے تاہم جب تک ہندوستانی لوگ عیسائیوں کی شکایت نہ کریں تب تک ان کی تعلیم کے مفید ہونے میں ذرا شبہ نہیں، اگر تعلیم سے ان کی رایوں میں تبدیلی پیدا نہ ہو سکے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں تاہم وہ اس سے زیادہ ایماندار، مخلص رعایا تو ضرور بن جائیں گے۔" (روشن مستقبل ص۹۵)

اس سیاسی انقلاب اور جدید تعلیمی نظام نے مسلمانوں کے اقتصادی و تمدنی اور علمی و معاشرتی نظام کو کس طرح پامال کیا اس کی تفصیل سرولیم ہنٹر نے اپنی کتاب اور انڈین مسلمانز (ہمارے ہندوستانی مسلمان) میں کسی قدر بیان کی ہے۔ کتاب کے چوتھے باب میں انہوں نے مسلمانوں کی اقتصادی حالت اور ان کی مشکلات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مسلمانوں کو حکومت سے بہت سی شکایت ہیں، ایک شکایت یہ ہے کہ حکومت نے ان کے لئے تمام اہم عہدوں کا دروازہ بند کر دیا ہے، دوسرے ایک ایسا طریقہ تعلیم جاری کیا ہے جس میں ان کی قوم کے لئے کوئی انتظام نہیں، تیسرے قاضیوں کی موقوفی نے ہزاروں خاندانوں کو جو فقہ اور اسلامی علوم کے پاسبان تھے بیکار اور محتاج کر دیا ہے، چوتھی شکایت یہ ہے کہ ان کے اوقاف کی آمدنی جو ان کی تعلیم پر خرچ ہونی چاہئے تھی غلط مصرفوں پر خرچ ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر ہنٹر نے ان شکایات پر بالتفصیل بحث کی ہے اور مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے...... الخ"

(موج کوثر ص۷۶)

یہ تھے قوم و ملت کے حالات کہ حکومت و سلطنت ایک قصہ پارینہ بن چکی تھی، جاہ و منصب خواب و خیال ہو گئے تھے، دولت و ثروت کے خزانوں پر افلاس و ناداری کا پہرہ تھا، قومی و ملی رہنماؤں کی اکثریت موت کے گھاٹ اتار دی گئی تھی یا جیل کی سلاخوں اور انڈمان کے جزیرے میں محبوس کر دی گئی تھی، قسمت سے بچے کچھ افراد بتقاضائے مصلحت ہجرت کر گئے تھے یا اپنے اپنے زاویوں میں روپوشی کی

زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ اس عالم لاچاری و کسمپرسی میں قوم و ملت کے لئے اگر کوئی سہارا تھا تو وہ ایمان و اعتقاد کا سہارا تھا، مگر اب اس پر بھی غارت گران افرنگ ڈاکہ ڈالنے کی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور ملت اسلامیہ ہند زبان حال سے کہتی تھی:

گردش وقت یہ بھی چھین نہ لے
ایک تیری یاد کا سہارا ہے

تحریک ولی اللّٰہی کا مرکز "شاہ عبدالعزیز دہلی" جہاں سے ملت کو علم و معرفت اور عزم و حوصلہ کا درس ملتا تھا تباہ کیا جاچکا تھا، جب کہ تحریک ولی اللّٰہی کی رگوں میں خون اسی مدرسہ سے پہنچایا جاتا تھا، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ محمد اسحاق اور آخر میں شاہ عبدالغنی مجددی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی مدرسہ کو اپنی اصلاحی و انقلابی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا اور اس میں بیٹھ کر قوم کی علمی و فکری تعمیر و تشکیل کی خدمت انجام دی تھی۔

سقوط سلطنت اور دہلی کی تباہی کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تو حسب تصریح مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ، شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کی مرکزی جمعیت نے جواب حجاز میں مقیم تھے اور امیر حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی رہنمائی میں ہندوستانی کام کرتی تھی، فیصلہ کیا کہ اطراف دہلی میں امام عبدالعزیز کے مدرسہ کے نمونہ پر ایک مدرسہ بنایا جائے چنانچہ مولانا محمد قاسم (نانوتوی قدس سرہ) اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سات سال تک کوشش کرتے رہے تب کہیں جاکر ۱۵/ محرم ۱۲۸۳ھ یعنی (۳۰/مئی) ۱۸۶۶ء میں سقوط دہلی کے ۹ سال بعد مدرسہ دیوبند کی تاسیس ہوچکی۔

مولانا سندھی یہ بتارہے ہیں کہ "دارالعلوم دیوبند" کا قیام کسی وقتی جذبہ یا شخصی حوصلہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی تاسیس طے شدہ منصوبہ اور ایک جماعت کی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت عمل میں آئی ہے۔

جس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد جب شاہ رفیع الدین دیوبندی حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو وہاں حضرت مولانا حاجی امداداللہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کے لئے دعا فرمایئے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا:

"سبحان اللہ! آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سربسجود ہوکر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا ہندوستان میں بقاء اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر، یہ مدرسہ ان ہی سحرگاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے، دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولت گراں کو یہ سرزمین لے اڑی۔" (علماء حق ج۱ص ۱۷)

یہ ہے "مدرسہ عربی اسلامی دیوبند" یعنی ام المدارس دارالعلوم دیوبند کی تاسیسی دنیا کا تاریخی پس منظر جس سے صاف ظاہر ہے کہ دارالعلوم دیوبند دراصل اسی شجر طوبیٰ کی ایک سرسبز و شاداب شاخ ہے جسے امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے بافیض مبارک ہاتھوں سے نصب کیا تھا تاکہ شرک و بدعت، جہل و معصیت کی بادسموم سے نڈھال و ماندگان راہ اس کے حیات بخش سائے میں آکر زندگی کی تازگی و توانائی حاصل کرسکیں۔

کعبہ راویاں کمن اے عشق کا نجا یک نفس
گاہ گہہ وا ماندگان راہ منزل می کنند

اصول و مقاصد:

دارالعلوم دیوبند اور اس کے منہاج پر جاری دیگر مدارس دینیہ کے اصول و مقاصد کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ نے اساسی اصول ہشتگانہ کے عنوان سے خود تحریر فرمایا تھا، جو ماہنامہ القاسم کے دارالعلوم نمبر (محرریہ ۱۳۴۷ھ) میں شائع ہوچکا ہے۔ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ ان اصول و مقاصد کا خلاصہ اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں

"ان اصول کی بنا پر آسانی کہا جاسکتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے ہم صنف دیگر مدارس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:

(الف) آزادی ضمیر کے ساتھ ہر موقع پر کلمۃ الحق کا اعلان ہو کوئی سنہری طمع، مربیانہ دباؤ یا سرپرستانہ مراعات اس میں حائل نہ ہوسکے۔ (مندرجہ بالا الف و ب کے لئے ملاحظہ ہو اصول ہشتگانہ کی دفعہ ۶،۷،۸)

(ب) اس کا تعلق عام مسلمانوں کے ساتھ زائد سے زائد ہوتا کہ یہ تعلق خود بخود مسلمانوں میں ایک نظم پیدا کردے جو ان کو اسلام اور مسلمانوں کی اصل شکل پر قائم رکھنے میں معین ہو اور اس طرح اسلامی عقائد اور اسلامی تہذیب ہمیشہ کے لئے ورنہ کم از کم اس وقت تک کے لئے محفوظ ہوجائے جب تک یہ مرکز اپنے صحیح اصول پر قائم رہے، نیز توکل علی اللہ اور عوام کی طرف سے احتیاج خود کارکنان مدرسہ کو اسلامی شان پر باقی رکھ سکے اور جابرانہ استبداد یا ریاست کا ٹھاٹ ان میں تملقانہ پیدا ہو بلکہ ایک جمہوری تعلق ہو جو ایک کو دوسرے کا محتاج بنائے رکھے اور اس طرح آپس میں خود ایک دوسرے کی اصلاح ہوتی رہے۔

(ج) کارکنان، خدام اور منتظمین کی جماعت جملہ اثرات سے محفوظ اور مامون رہ کر ولی اللّٰہی مسلک پر

شدت سے عمل پیرا ہے جس کے متعلق تمام عالم اسلامی کا اتفاق ہے کہ وہ سنت قدیم ہے، مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے، افراط و تفریط سے پاک صراط مستقیم اور معیار صحیح ہے۔ (ملاحظہ ہو اصل ۴)

(د) خودداری اور استبداد (جو شرعی نیز تاریخی حیثیت سے بربادی مسلم کا واحد ذمہ دار ہے) کے برخلاف باہمی مشاورت سے اجتماعی اور جمہوری حیثیت کے ساتھ کام کرنے کا نمونہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے (اس کے متعلق اصل میں متعدد ضابطوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔) (علمائے حق ج ۱ ص ۲۵۴ تا ۲۵۶)

الحاصل یہ اصول و مقاصد بتا رہے ہیں کہ علم و عرفان کا یہ مرکز اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ اس سے دین کے سچے اور مخلص خادم، اسلام کے جانباز و جرأت مند سپاہی تیار کئے جائیں جو اسلامی عقائد و شعائر اور دینی اخلاق و روایات کے داعی و نقیب بنیں اور باطل طاقتوں کی فتنہ سامانیوں سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کریں، اسی لئے اس کا نظام تعلیم و تربیت امام الہند محدث دہلوی کی تحریک دعوت و اصلاح کی بنیادوں پر قائم کیا گیا۔

سند و استناد

دارالعلوم دیوبند کا سلسلہ سند مسند ہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے گزرتا ہوا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، دارالعلوم اور جماعت دیوبند کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ہی ہیں، جن کے علمی و فکری منہاج و طریق پر منتسبین دارالعلوم دیوبند اور بالفاظ واضح دیوبندی مکتب فکر کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس لئے بحمداللہ دیوبندی مکتب فکر کوئی نو پید جماعت نہیں بلکہ علمی، دینی اور سیاسی احکام و امور میں علمائے دیوبند مسند ہند شاہ ولی اللہ کے توسط سے سلف صالحین سے پوری طرح مربوط ہیں۔

برصغیر میں جب مسلمانوں کا کاروان شوکت پر برطانوی سامراج نے شب خون مارا تو حکیم مطلق جل شانہ نے اسلامی تعلیمات و احکام اور تہذیب و ثقافت کو بچانے کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کی اولاد و احفاد کو آگے کر دیا، ان بزرگوں کے سامنے دو منزلیں تھیں: (۱) مسلمانوں کی لٹی شوکت کیسے واپس لی جائے، (۲) سیاسی تنزل کے اس دور میں اسلامی علوم و احکام کی گرتی دیوار کو کس طرح سہارا دیا جائے۔ پہلی منزل تک پہنچنے کے لئے محدث دہلویؒ نے معاشی انقلاب، صحابہؓ سے انتساب اور قوم کو جہد و جہاد کی راہ دکھائی، ان تینوں امور کو واضح کرنے کی غرض سے حجۃ اللہ البالغہ، مصفی و مسوی اور ازالۃ الخفاء، جیسی بلند کتابیں لکھیں اور ان کے پوتے شاہ اسمٰعیل دہلویؒ حضرت سید احمد شہید دہلویؒ نکلے۔

دوسری منزل تک پہنچنے کے لئے ان محدثین دہلی نے قرآن و حدیث کے درس اور اسلامی علوم و فنون کی اشاعت سے اسلامی اعمال و اخلاق کی متزلزل دیوار کو سہارا دیا، چنانچہ عین اس وقت میں جب کہ سید احمد شہید اپنے جاں باز و رفقا کے ساتھ میدان کارزار میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے اور تلمیذ و جانشین دہلی کی مسند تدریس پر قال اللہ قال الرسول کا غلغلہ بلند کئے ہوئے تھے۔

دارالعلوم دیوبند اسی علم و فکر کا وارث اور محدثین دہلی کے اسی خاندان سے وابستہ ہے اور آج برصغیر ہند و پاک اور بنگلہ دیش میں اہل سنت والجماعت کا مرکز ثقل یہی دارالعلوم اور اس سے وابستہ علمائے دیوبند ہیں۔

اسناد سلف کا لازمی اثر:

جن لوگوں نے علم و عمل کے چراغ سلف کے اسناد سے روشن کئے ہوں ان کے ذمہ سلف کا دفاع لازمی ہو جاتا ہے اور وہ اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلاف کے عمومی کردار کو ہر دور میں بے داغ اور آئندہ نسلوں کے لئے بمنزلہ چراغ ثابت کرتے رہیں، اس کے بغیر اسلام ایک مسلسل حقیقت اور ایک زندہ مذہب نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند اور بالفاظ دیگر علمائے دیوبند مکمل طور پر صحابہ کرامؓ سے لے کر محدثین دہلی تک اسناد اسلام کی ہر کڑی سے پورے وفادار رہے اور سلف صالحین کی اتباع کے اس حد تک پابند رہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بدعت کو بھی دین نہ بننے دیا۔ تسلسل اسلام اور اسناد دین کو کمزور کرنے والے مختلف طبقوں سے دارالعلوم اور اس کے علماء نے اختلاف کیا تو اس لئے نہیں کہ وہ اختلاف پسند تھے یا انہیں کسی طبقے سے ذاتی بغض تھا بلکہ محض اس لئے کہ اسلام جس پر مبارک و پاکیزہ سلسلے سے ہم تک پہنچا ہے اس سے پوری وفا کی جائے، ان کے الحادی یا بدعی نظریات کی تردید و تخریب اس لئے ضروری تھی کہ اس کے بغیر اسلام کی تعمیر و بقاء کی کوئی صورت نہیں تھی، لیکن ان کی یہ تردید بھی اصولی رہی اور انداز جدل احسن جس کی تعلیم خود قرآن نے دی ہے:

"وجادلهم بالتي هي احسن" (پ:۱۴)

(باقی آئندہ)

شاد باد و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ادارہ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

قرآن واحادیث صحیحہ کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا:

دلیل ۱:......"اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون۔" (سورۃ آل عمران:۵۵)

ترجمہ: "جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں، ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں، روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی، سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا، ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ و مکروا و مکر اللہ میں باری تعالیٰ کی جس خفیہ کامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت مذکورہ میں فرمائی گئی ہے۔ اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہود بے بہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے قیام کا محاصرہ کرکے قتل وسولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنارہے تھے، حضرت حق جل مجدہ نے ایسے خطرناک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب وخاسر رہیں گے، اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے:

۱:......میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔

۲:......اور تجھے اپنی طرف آسمان پر اٹھالوں گا۔

۳:......اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچالوں گا۔

۴:......تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کے مکرو تدبیر میں یہ تفصیل تھی کہ:

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔

۲: اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔

۳: اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔

۴: اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نام لیوا بھی نہ رہے۔

لہٰذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں متوفیک

فرمایا، یعنی تم کو بھرپور لینے والا ہوں، تم میری حفاظت میں ہو، اور ارادۂ ایذاء و قتل کے مقابلہ میں رافعک الی فرمایا، یعنی میں تم کو آسمان پر اٹھالوں گا، اور رسوا اور ذلیل کرنے کے مقابلہ میں مطہرک من الذین کفروا فرمایا، یعنی میں تم کو ان یہود نامسعود سے پاک کروں گا، رسوائی و بے حرمتی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور اعدام امت اور اعدام دین کے مقابلہ میں جاعل الذین اتبعوک......الخ فرمایا، یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی:

بہرحال پہلا وعدہ لفظ "توفی" سے فرمایا گیا ہے، اس کے حروف اصلیہ "وفا" ہیں، جس کے معنی ہیں پورا کرنا، چنانچہ استعمال عرب ہے وفی بعہدہ، اپنا وعدہ پورا کیا۔ (لسان العرب)۔ باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں: اخذ الشئی وافیا (بیضاوی) یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا، توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے، جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں، موت نیند اور رفع جسمانی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"قولہ انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ ورافعک الی کان

هذا تعيينا للنوع ولم يكن تكراراً۔"
(تفسیر کبیر ص۷۱، ج۳)

ترجمہ: "باری تعالیٰ کا ارشاد انی متوفیک صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد و رافعك الی فرمایا تو یہ نوع کو متعین کرنا ہوا (رفع الی السماء) نہ کہ تکرار۔"

یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ و مقالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد و رافعك الی فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں اوپر اٹھالینا، کیوں کہ رفع، وضع، و خفض کی ضد ہے جس کے معنی نیچے رکھنا اور پست کرنا۔ اور دوسرا قرینہ ومطهرك من الذين كفروا ہے، کیونکہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔ چنانچہ ابن جریجؒ سے محدث ابن جریرؒ نے نقل فرمایا ہے:

"عن ابی جریج قوله انی متوفیك ورافعك الی و مطهرك من الذين كفروا قال فرفعه اياه اليه توفيه اياه وتطهيره من الذين كفروا۔"
(تفسیر ابن جریر)

"کہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی متوفیک الخ کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔"

اور تیسرا قرینہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے جس کو امام بیہقی نے نقل فرمایا ہے، اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے:

"کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم" (کتاب الاسماء والصفات ص۴۰۳)

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے، اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی مثلاً:

"قل یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم۔" (الم سجدہ:۱۱)

ترجمہ: "اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ تم کو قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (یعنی) تم کو مارے گا۔"

اس میں ملک الموت قرینہ ہے، دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے، کیونکہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً:

"وهو الذی یتوفکم باللیل" (انعام:۶۰)

ترجمہ: "خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔"

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے کیونکہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔ یہ تمام تفصیلات بلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے:

"التوفی الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء" (کلیات ابوالبقاء:۱۲۹)

بہرحال زیر بحث آیت کریمہ میں بربنائے قرائن توفی کے معنی رفع جسمانی کے ہیں، اماتت کے نہیں ہے۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہوسکتے ہیں کیونکہ قبض روح کی دو صورتیں ہیں، ایک مع الامساک اور دوسری مع الارسال، تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعك الی بمعنی نیند ہوسکتی ہے، اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ نیند اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے:

"(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالیٰ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فجعل النوم وفاة وكان عيسى قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا يلحقه خوف" (خازن ص۲۴۳ ج۱)

دلیل ۲: ...... "وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه" (سورہ نساء:۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ: "اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔" (ترجمہ شیخ الہند)

یہودیوں کی جانب سے محاصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفع جسمانی کا جو

وعدۂ خداوندی ہوا تھا، اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کریمہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق:

رفع کے لغوی معنی اوپر اٹھانا بتائے جاچکے ہیں، المصباح المنیر میں مذکور ہے:

"فالرفع فی الاجسام حقیقۃ فی الحرکۃ والانتقال وفی المعانی محمول علی مایقتضیہ المقام"
(المصباح المنیر ص:۱۳۹)

ترجمہ: "لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے، اور معانی کے متعلق جیسا موقع ومقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ "رفع" کے حقیقی ووضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو، یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کردیا، ان حقیقی معنی کو بلاتعذر حقیقۃً ترک نہیں کیا جائے گا اور بل رفعہ اللہ کو حقیقی معنی پر محمول کرنے میں ذرہ برابر کوئی تعذر ہے نہیں، جب کہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً حضرت زینبؓ کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے:

"فرفع الی الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبی۔" (مشکوٰۃ ص:۱۵۰)

ترجمہ: "یعنی وہ لڑکا (آپ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔"

اور اہل زبان بولا کرتے ہیں:

"رفعت الزرع الی البیدر"
(قاموس ص۔ اساس البلاغۃ)

ترجمہ: "میں کھیت کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔"

بہرحال "بل رفعہ اللہ" میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے کیونکہ "ہ" ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا، البتہ اس کے ساتھ معنی کنائی کے طور پر رفع منزلت کے معنی بھی لئے جاسکتے ہیں کیونکہ رفع جسمانی کے ساتھ رفع منزلت بھی پایا جاسکتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

"ورفع ابویہ علی العرش"
(سورہ یوسف: ۱۰۰)

ترجمہ: "یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔"

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دے گا اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جاسکتے کیونکہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے:

"ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات" (سورہ زخرف:۳۲)

ترجمہ: "اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔"

بہرحال بل "رفعہ اللہ" میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے، اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحتاً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا، لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ:

"سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہو" (فسحقالھم)

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ بجسدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً:

۱:..... "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ" (نساء:۱۵۹)

۲:..... "وانہ لعلم للساعۃ" (زخرف:۶۱)

۳:..... "وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین" (آل عمران:۴۵)

۴:..... "لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملائکۃ المقربون" (نساء:۱۷۲)

۵:..... "ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین۔" (آل عمران:۴۶)

۶:..... "وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئی شھید۔" (مائدہ:۱۱۷)

۷:..... "وجعلنی مبارکا اینما کنت" (مریم:۳۱)

ان آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ کے مسئلہ پر استدلال کی تقریروں کی تفصیلات کتاب "شہادت القرآن" (مؤلفہ جناب مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ) کے حصہ اول میں ملیں گی۔

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت:

حدیث ۱:...... ''عن النواس بن السمعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرودتین واضعاً کفیہ علی اجنحۃ ملکین...... الخ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ'' (مسلم ص۴۰۱ ج۲)

ترجمہ: ''حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کردیں گے۔''

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حد نگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

حدیث ۲:...... ''عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم۔'' (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص:۳۰۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا، جب کہ عیسیٰ بن مریمؑ تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا'' (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ باوجود نبی ورسول ہونے کے امام مہدی کی اقتداء کریں گے)۔''

تنبیہ ۱:...... اس حدیث میں لفظ من السماء کی صراحت ہے۔

تنبیہ ۲:...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حدیث ۳:...... ''قال الامام احمد حدثنا صفان ثنا ھمام انبانا قتادۃ عن عبدالرحمن عن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتی ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن نبی بینی وبینہ وانہ نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال ثم تقع الامانۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات لاتضرہم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔''

(وکذا رواہ ابوداؤد کذافی تفسیر ابن کثیر ص ۱۶ ج۲، قال الحافظ ابن حجرؒ رواہ ابوداؤد احمد باسناد صحیح، فتح الباری ص ۲۵۷ ج۶)

ترجمہ: ''امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت کا سب کا ایک ہے اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا، ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے، اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی، صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے، سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست ونابود کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا، پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہوجائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپ کے ساتھ کھیلنے لگیں گے، سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے، عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حدیث ۴:...... عن الحسن مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ

(اخرجہ ابن کثیر فی تفسیر آل عمران: ص۳۶ ج۲)

ترجمہ: ''امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے، زندہ ہیں اور وہی دن قیامت سے قبل واپس تشریف لائیں

گے۔"

حدیث۵:...... "عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبر فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔"

(رواہ الجوزی فی کتاب الوفاء، کتاب الاذاعہ ص۷۷)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ (اس سے صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے، قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکر و عمر کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔"

حدیث۶:...... "حدثنی المثنی ثنا اسحاق ثنا ابن ابی جعفر عن ابیہ عن الربیع فی قولہ تعالیٰ الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم قال ان النصاریٰ اتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبہتان لا الہ الا ہو لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلمون انہ لایکون ولدا لا ہو یشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئی یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فہل یملک عیسیٰ من ذلک شیأ قالوا لا قال افلستم تعلمون ان اللہ عزوجل لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ۔ قال فہل یعلم عیسیٰ من ذلک شیأ الا ما اعلم قالوا لا۔ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء فہل تعلمون ذلک قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امرأۃ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یطعم ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم قال فعرفوا ثم ابوا فانزل اللہ عزوجل الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم۔"

(تفسیر ابن جریر ص۱۰۸ ج۳)

ترجمہ: "ربیع سے "الم اللہ لا الہ الا ہو الحی قیوم" کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپؐ نے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟ حالانکہ خداوہ ہے جو لاشریک بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہوگیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے) تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بے چون و چگون ہے "لیس کمثلہ شئی ولم یکن لہ کفوا احد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لا یموت ہے یعنی زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں، بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم کرنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں، نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا؟ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے، نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے، نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں، پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے، اور بول و براز بھی کرتے تھے، نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟" نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر دیدہ و دانستہ اتباع حق سے انکار

کیا، اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ''الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم۔''

ایک ضروری تنبیہ:

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی، اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، جو حضرت مریم کے بطن سے بلا باپ کے نفخ جبرئیل سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری۔ معاذ اللہ نزول سے امت محمدیہ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو، ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا تو یہاں نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو ہریرہؓ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ اگر احادیث سے نزول سے مثیل مسیح اور مرزا کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے تو لازم آئے گا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسیح کا ذکر آیا ہے سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا صاحب ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور استشہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود انہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے، جن کے بارے میں یہ آیت اتری، کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، اور علی ہذا امام بخاری اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورہ مریم اور آل عمران اور سورہ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشا وکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

ضروری نوٹ:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی سو سے زائد احادیث منقول ہیں جن سب کو امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ذکر فرمایا ہے، ان میں سے مندرجہ بالا چھ احادیث کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ ہر حدیث قادیانیوں کے نظریہ کا رد ہے، مثلاً:

۱:...... پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی مینارہ پر اترنا، فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر اترنا اور باب لد (جو فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے) پر دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

۲:...... دوسری حدیث میں عیسیٰ بیٹا مریم کے آسمان سے اترنے کی صراحت ہے۔

۳:...... تیسری حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم جن کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی نازل ہوں گے۔

۴:...... چوتھی حدیث میں ''لم یمت'' اور ''رجوع'' کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

۵:...... پانچویں حدیث میں نزول الی الارض کی صراحت ہے۔

۶:...... چھٹی حدیث میں ''یاتی علیہ الفنا'' کی تصریح ہے۔

ایک چیلنج: کتب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تو باب ہے، ساری کائنات کے قادیانی مل کر کسی حدیث کی کتاب سے وفات مسیح کا باب نہیں دکھا سکتے۔

☆☆.........☆☆

تین روزہ رد قادیانیت کورس
اور
ختم نبوت کانفرنس میر پور خاص

میر پور خاص (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام میر پور خاص مدینہ مسجد شاہی بازار میں تین روزہ رد قادیانیت کورس ۲۱ تا ۲۳ مئی کو اہتمام کیا گیا، جس کے لئے اشتہارات شائع کئے گئے اور ڈاکٹرز، وکلاء، لیکچرز، پروفیسر، علماء وخطبا سمیت شہر کے معززین کو دعوت نامہ پہنچائے گئے۔ مفتی منیر احمد طارق نے ان انتظامات کو دن رات کی محنت سے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ ۲۱/ مئی بعد از ظہر پہلا پروگرام مدینہ مسجد میں تربیتی کورس کے عنوان سے شروع ہوا، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے پر مغز لیکچرز دیئے، اسی طرح ۲۲ اور ۲۳ مئی کو پروگرام ہوئے، دن بدن لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پروگرام میں مفتی منیر احمد طارق صاحب، مفتی عبیداللہ انور صاحب، مفتی مسعود صاحب، مولانا عبدالحفیظ، مولانا منظور احمد صاحب، مولانا محمد یوسف کھوکھر اور حافظ محمد یامین صاحب کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت فرمائی۔ اسی طرح رات کے پروگرام بھی ترتیب دیئے گئے تھے، رات کو مختلف مساجد میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ۲۱/ مئی بعد نماز عشاء جامعہ مسجد اشتیاق چوک میں عظیم الشان کانفرنس سے شاہین ختم نبوت، فاتح ربوہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، فاتح گوہر شاہی علامہ احمد میاں حمادی صاحب، مبلغ مولانا محمد علی صدیقی صاحب، مولانا عبدالحفیظ صاحب نے خطاب

فرما کر فتنہ قادیانیت اور فتنہ گوہر شاہی کا پردہ چاک کیا۔ انتظامات مولانا عبدالحفیظ نے کئے تھے۔ ۲۲/ اگست بعد نماز عشاء بسم اللہ مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس کی صدارت ڈاکٹر مقصود احمد آرائیں نے فرمائی، تمام پروگرام میں مولانا فیض اللہ صاحب امیر ختم نبوت میرپور خاص کی سرپرستی میں مولانا مفتی منیر احمد طارق صاحب احسن انداز میں ترتیب دیئے۔ آخر کے پروگرام میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب فرمایا پروگراموں کے بعد آخر میں مبلغ مولانا محمد علی صدیقی صاحب جنرل سیکرٹری ختم نبوت میرپور خاص مولانا مفتی منیر احمد طارق نے مولانا اللہ وسایا صاحب سے سالانہ کانفرنس کے لئے خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، حضرت سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ سے وقت دینے کی درخواست کی جس پر کوشش کر کے وقت لے کر دینے کی یقین دہانی کرائی۔

جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں جلسہ سیرت النبیؐ

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) یکم جون ۸/ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک کو منعقد ہوا، جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مسئلہ ختم نبوت اور حضور اکرمؐ کی سیرت پر مدلل خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب نے مرزا قادیانی کا کفر اور دجل بیان کیا، ان کے علاوہ مولانا محمد یعقوب، مولانا خان عباد حسین، مولانا غلام مصطفیٰ اور خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے بھی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر کے خطیب مولانا محبوب الحسن نے انجام دیئے۔ یاد رہے کہ یہ جلسہ ہر سال ربیع الاول میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر ہوتا

رانا محمد اسلم ایڈووکیٹ کو صدمہ

بھکر (نمائندہ خصوصی) وکیل ختم نبوت بھکر رانا محمد اسلم ایڈووکیٹ کا دادا بقضاء الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پابند صوم و صلوۃ تھے۔ بھکر راجپوت برادری میں بھی بہت محترم تھے۔ نماز جنازہ میں شہر اور علاقہ کے ہر طبقہ خیال کے عوام بہت ہی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی دین محمد فریدی نے کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

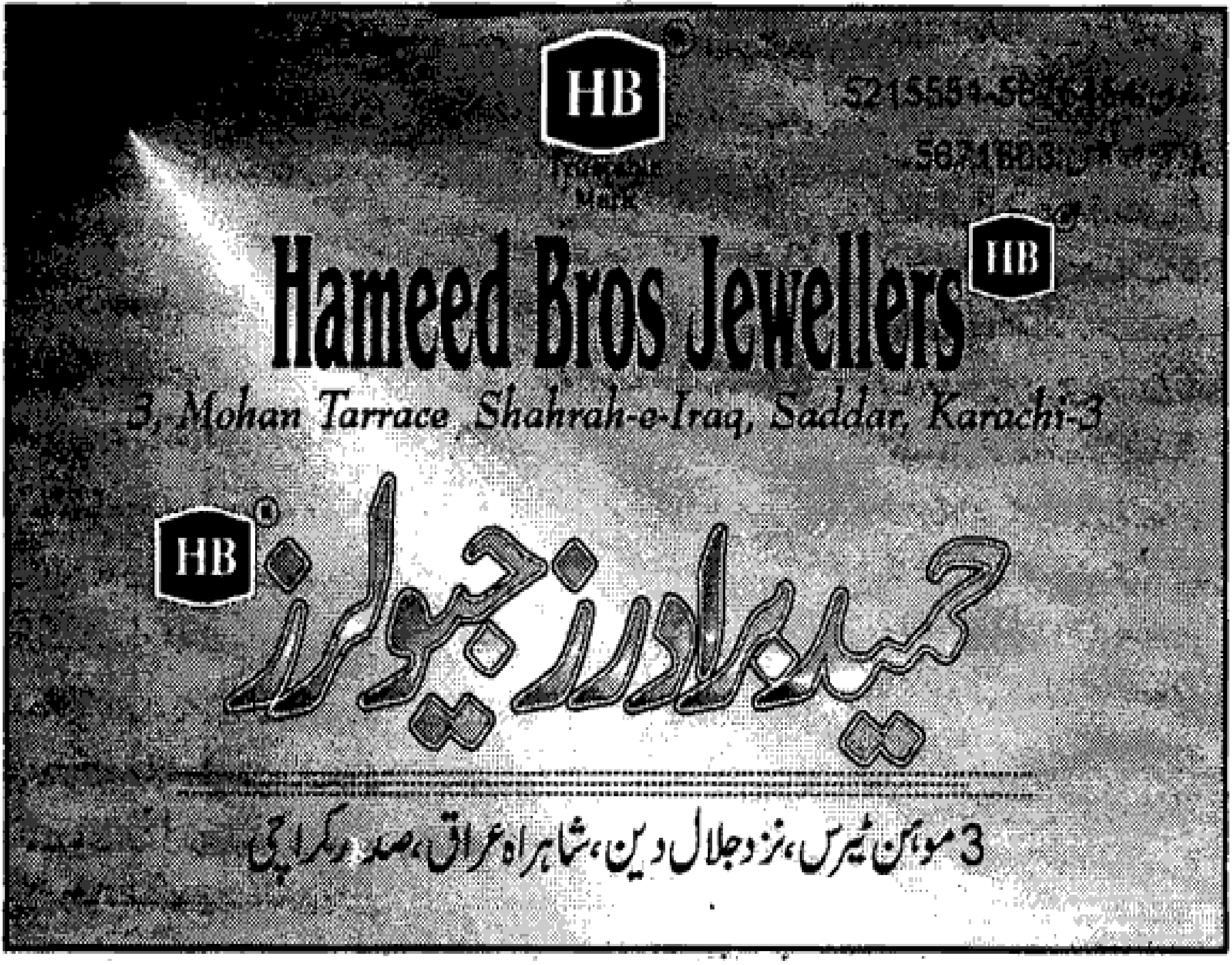

اخبارِ ختمِ نبوّت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیاں

منڈی بہاؤالدین میں دوروزہ

ردقادیانیت کورس

منڈی بہاؤالدین (رپورٹ: ابومعاویہ فاروقی) الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت روز اول سے آج تک منکرین ختم نبوت غداران ملک وملت مرزائیت کا تعاقب اور مقابلہ کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے اور تاریخ کے ہر طالب علم کو روز روشن کی طرح مجلس کی فتوحات نظر آتی ہیں، جس کے نتیجے میں اب مرزائیت مستقبل قریب میں اپنے خاتمہ پر چڑھتے سورج سے زیادہ یقین رکھتی ہے۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا اور عہد کیا تھا کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو سکھ کا سانس کسی صورت میں نہ لینے دیں گے خواہ تقریری میدان ہو یا تحریری مناظرہ ہو یا مباحثہ ہو یا مجادلہ تعاقب جاری رہے گا، اسی سلسلہ میں گزشتہ چند سال قبل مبلغین مجلس نے فیصلہ کیا کہ مختلف مقامات پر تحفظ ختم نبوت ردقادیانیت کورس منعقد کرکے اسکولز، کالجز، مدارس عربیہ وعصریہ کے طلباء، علماء، خطباء اور وکلاء کے علاوہ عوام الناس کو شرکت کی دعوت دے کر قادیانیت کے تعاقب کے لئے علمی طور پر مسلح کیا جائے تاکہ مرزائیت کا کوئی مبلغ و مربی قرآن وحدیث کی غلط تاویلات کرکے کسی مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے اسی سلسلہ میں جہاں دوسرے مقامات پر کورسز منعقد ہوئے اس کے ساتھ ضلع منڈی بہاؤالدین، گجرات کے لئے اہل سنت کی عظیم دینی علمی وعملی درسگاہ جامعہ نورالہدیٰ محلہ صوفی پورہ منڈی بہاؤالدین میں بمورخہ ۵، ۶ جون کو دوروزہ کورس منعقد کیا گیا، جس کا آغاز ۵ جون صبح ۹ بجے جامعہ کی مسجد کے ہال میں قاری محمد سلیمان صاحب مدرس مدرسہ ہذا کی تلاوت اور حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ، کے صدارتی اور حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقی کے افتتاحی بیان سے شروع ہوا۔ بقیہ نشستوں کا آغاز مولانا قاری شمس الدین صاحب مدظلہ کے علاوہ طلباء مدرسہ کی تلاوت سے ہوتا رہا، ضلع بھر سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، جن سے یکے بعد دیگرے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ کے علاوہ مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی، کذب مرزا کے علاوہ قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیاں اور امت مسلمہ کی ذمہ داری کے عنوانات پر مدلل بیانات کئے شرکاء، حضرات کے لئے کاغذ وقلم طعام وقیام کا بھی مناسب انتظام کیا گیا تھا، اس کورس کے انتظامات، تشہیر میں جناب سعید احمد بدری، جناب پیر محمد اشرف واسو، جناب پیر محمد آصف، جناب ماسٹر محمد صادق حسین، جناب مولوی اکرام اللہ خان، مولانا محمد طیب حسن سعدی کے علاوہ جناب قاری امان اللہ صاحب، مدرس مدرسہ ہذا اور طلباء مدرس نورالہدیٰ نے خوب محنت کی اللہ تعالیٰ سب حضرات کو شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور بروز قیامت سایہ رحمت نصیب فرمائے۔ (آمین)

صوفی شعبان کذاب کو ۲۰ سال

سزا سنانے پر اظہار مسرت

اوکاڑہ (رپورٹ: عبدالرزاق مجاہد)

گزشتہ دنوں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج جناب محمود اقبال باجوہ نے توہین رسالت کیس میں مجرم شعبان کو سزا سنا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کردیا ہے اور ختم نبوت کے رضاکاروں کی محنت رنگ لائی ہے اور لاہور میں یوسف کذاب کو شکست دینے والے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور اوکاڑہ کی سرزمین پر اس کا تعاقب کرنے والے مبارک علی نمبردار اور حضرت مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی ہیں اوکاڑہ کے غیور مسلمانوں کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اکابرین کو بھی مبارکباد پیش کی گئی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

سولہویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 0207-737-8199